

بسم الله الرحمن الرحيم

الشيخية الاحقاقية صمم المفوضۃ الممشر كون

تالیف

سید محمد حسین زیدی برقی

محلہ لاہوری گیت چنیوت پاکستان

ناشر

MAAB 1431

maablib.org

جملہ حقوق بحق مولف محفوظ

الشیخ الاسلامیہ المرفوعۃ المشرکون

سید محمد حسین زیدی مدنی

اول تعداد

الرحمن کمپیوٹر کمپوزنگ سنٹر چنیوٹ پاکستان

(+92-0333-9794804)

نام کتاب

نام مولف

ناشر

اشاعت

کمپوزنگ

مطبع

MAAB 1431

maablib.org

فہرست

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
1	تمہید	7
2	نزدیکیہ رکنیہ کرمان معتبر ترین ماخذ ہائے ترجمہ شیخ	9
3	نزدیکیہ احتاقیہ کویت معتبر ترین ماخذ ہائے ترجمہ شیخ	11
4	کتاب اول سیرہ الشیخ احمد حسائی بخط خود	12
5	کتاب دوم شرح احوال شیخ ازپرش شیخ عبداللہ	13
6	کتاب سوم دلیل المتحیرین سید کاظم رشتی	14
7	تاریخ ہر سہ کتب مذکورہ	15
8	ترجمہ شیخ یا آغا زافسانہ	18
9	حال سیلاب و دیر انگری در مطیر ف	19
10	حالات طفولیت شیخ	20
11	محیط زندگی شیخ	22
12	دوران تحصیل شیخ	24
13	خواب اول تعلیم تفسیر قرآن در خواب	25
14	خواب دوم سوم کہ فہم قرآن را در شیخ می خوابد	26
15	خواب چہارم شیخ در ادعائے بلند ترین مقام و بمقابلہ ہمہ خلایق	28
16	خواب پنجم شیخ در معلوم کردن ترکیب برائے طلب کردن آمنہ	29

17	خواب ششم شیخ باب دیدن آئندہ در خواب مفتوح شد	30
18	خواب ہفتم شیخ مطالبہ ترک دنیا از پیغمبر	31
19	شیخ دریں خواب ہماہر مسئلہ کہ می خواست معلوم می کرد	34
20	خواب ہجتم در امور نا درہ	35
21	تمام خواب ہائے شیخ وحی و الہام بودند	36
22	شیخ یہ احتیاقیہ کو بیت شیعہ یان را کول می زنند	37
23	تمام خواب ہائے شیخ معاند بودند کہ امکان غلط نداشت	39
24	آخرین خواب و حصول اجازہ ہائے آئندہ و امور شدن شیخ	41
25	علمائے عصر شیخ مخالفت افکار و نظریات شیخ کردہ	42
26	شیخ در شرح زیارت ٹیش ازیں ادعا کردہ است	43
27	خلاصہ مسافرت و سفر ہائے شیخ	46
28	ایں ہمہ مسافرت چہا؟	47
29	استعمار غرب در فکر درہم شکستن سلطنت عثمانیہ ترکیہ	47
30	شیخ احمد احسانی چہا در بصرہ قیام کردہ؟	50
31	گردش شیخ در بسیارے از شہر ہائے عراق چہا؟	50
32	حملہ اول سعود بن عبدالعزیز بر عراق	52
33	حملہ دوم سعود بن عبدالعزیز بر عراق	53
34	حملہ سوم سعود بن عبدالعزیز بر عراق	54
35	شیخ را در بصرہ تعلیم فلسفہ و تصوف دادہ شد	55

57	بعد از تحصیل فلسفہ و تصوف شیخ احمد احسائی داخل ایران می شود	36
59	این همه مسافرت چرا	37
59	اقامت شیخ در یزد	38
60	مخالفت اکابر یزد و سبب ترک اقامت یزد شد	39
60	سفر زیارت شیخ یا سرپوش بر نامه آینده	40
61	اساتذہ شیخ احمد احسائی	41
63	قیام کرمانشاہ و تالیف کتب فلسفہ و کلام	42
64	تکلیف شیخ در قزوین	43
67	مهاجرت از ایران و مجاورت کربلا	44
69	معرکہ تکلیف شیخ در کربلا	45
73	مقام شامخ آقائے آیت اللہ السید محمد مهدی	46
74	فرار شیخ الی مکہ و موتہ فی ہدیہ	47
76	حضور السید رشتی فی المجلس	48
81	افسانہ جازہ ہائے شیخ	49
85	آیا واقعا این علمائے بزرگ تالیفات شیخ را دیده بودند	49
87	تبلیغ مذہب شیخیہ در تبریز ایران	50
88	تحقیق نام گزاری طرفین	51
90	سلسلہ رو سائے مذہب شیخیہ	52
91	منظرہ از کردار شیخیہ احتقاقیہ کویت	53
94	الشیخیہ الاحتقاقیہ ہم المفوضۃ المشرکون	54

پیش لفظ

من در زبان اردو چند کتاب در حالات شیخ احمد احسائی و فرقہ ہائے شیخیہ نوشتہ ہوں۔
و ایں مذہب اولاً در یزدان ظہور کردہ بود۔ و شیخ احمد احسائی ہمہ تصنیف خود را از ۱۲۲۹ تا
۱۲۳۹ھ در زمانہ قیام کرمان شاہ ایران زیر چتر حمایت شاہزادہ محمد علی مرزا دولتشاہی نوشتہ
بود بعد از وفات شاہزادہ حالات شیخ و گروہوں شد از کرمان شاہ گریختہ براہ قزوین بہ بہانہ
زیارت مشہد فرا کرد چون بہ قزوین رسید در قزوین آقا محمد تقی برغانی مرجع شیعہ ایں بود ایشاں
از شیخ سوالا تے چند کرد و او را تکفیر کرد۔ و شیخ در سن ۱۲۳۹ھ از ایران فراد کردہ بہ کربلائے
معلی (عراق) رفتہ آنجا اقامت گزید چون تعلیماتش در کربلا منتشر شد علماء و مجتہدین و
مراجع عالیہ در شیعہ ایں جہاں کہ در نجف و کربلا اقامت داشتند شیخ احمد احسائی را تکفیر کردند و
تابعین او را مذہب شیخیہ نام گذاشتند و تکفیر ایشاں کردند چنانچہ شیخ احمد احسائی از کربلا فرار
کردہ دور راہ مکہ بمقام حدیہ وفات یافت۔

آقائے ضمیر الحسن ازن فرمائش کردند کہ کتابے بہ ایں مضمون بزبان فارسی بنویسم
۔ و وعدہ فرمودند کہ ایشاں ایں کتاب را در ایران و کویت بہ تعاون مراجع عظام آنجا طبع و نشر
خواہم کرد لہذا ایں کتاب را نوشتہ بہ ایشاں سپردم۔

و ما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت علیہ انیب

سید محمد حسین زیدی برستی

maablib.org

اعوذ بالله من الشيطان الرجيم . بسم الله الرحمن الرحيم .
 الحمد لله رب العالمين . والصلوة والسلام على اشرف الانبياء
 والمرسلين ابى القاسم محمد وآله الطيبين الطاهرين المعصومين . اما
 بعد فقد قال الحكيم فى كتابه الكريم و قوله الحق . بسم الله الرحمن
 الرحيم . يا اهل الكتاب لا تغلوا فى دينكم ولا تقولوا على الله الا الحق .

تمهيد

خداوند متعال در کتاب خودى فرمايد - اے اہل کتاب در دين خود غلو مکنيد - و
 در بارہ خدا غير از حق چيزے نہ گوئيد - ازیں ارشاد خداوندی ثابت است کہ اہل کتاب غلوی
 کردند - حضرت عیسیٰ را خدا می گفتند و بعضے پر خدا می گفتند -

اہل کتاب یہود و نصاریٰ را می گویند و اماں کہ خود را مسلمان می گویند - و قرآن مجید
 کتاب آسمانی ایشان است - لہذا در اہل اسلام ہم غلو کنندگان و غالی ہستند - چنانچہ حضرت
 امام جعفر صادق علیہ السلام فرمودہ اند کہ الغلو کفار و المفوضۃ مشرکون - یعنی غالی کافران و
 مفوضۃ مشرکند - پس در موالیان اہل بیت غالی ہم ہستند - و مفوضۃ ہم وجود دارند -

حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام فرمودہ است - حُلک فی اثنان
 محب غالی و مبغض قال - پس معلوم شد کہ در محبان و موالیان اہل بیت غالی ہستند - غالی
 کسانے ہستند کہ حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام را خدا می گویند و مفوضہ
 کسانے ہستند کہ می گویند خدا پیچ کارے نہ کردہ فقط محمد و علی را خلق کردہ - و ہمہ امور خویش را
 بآنہا سپردہ - و ایشان اند کہ خلق می کنند و رزق می رهند - و زندہ می کنند و می رانند -

ایں گروہ مفوضہ شیخہ الحقایقہ کویت ہستند کہ بر ملا قائل تفویض اند۔ چنانچہ مرزا موسیٰ اسکوئی در کتاب خود اقبال کردہ۔ مامی گویند کہ تفویض ماجاز است وی گویند کہ اے موالی ترا چہ شدہ کہ برائے فرشتگان قائل ہستی کہ ایشان رزق تقسیم می کنند و خلق می کنند و وحی می کنند و زندہ می کنند و می میراند و چون مامی کوئیم کہ حضرت علی خلق می کند و رزق می دهد و زندہ من کند و می میراند ترا شیق انفس می شود۔ ایں چہ حال است۔

البتہ ایشان یک حقیقت را فراموش می کنند کہ فرشتہ کہ رزق تقسیم می کنند آں کار دیگر نمی کنند و فرشتہ کہ قبض روح می کند آں کار دیگر نمی کند و ہمیں طور دیگر فرشتگان کارے کہ بالشان سپرد کردہ شدہ است و کار خلق کردن و رزق دادن و زندہ کردن و موت دادن بالایشان سپردہ نکرده شدہ نمی کنند۔ قد ما مفوضہ قائل بایں بودند کہ خدا محمد و علی را ہمہ امور سپرد کردہ اما شیخہ الحقایقہ کویت قائل بایں عقیدہ ہستند کہ خدا چہار دہ معصومین علیہم السلام را ہمہ امور تفویض کردہ است۔

ومن در ایں کتاب کہ نامش۔ الشیخہ الاحقایقہ ہم المفوضۃ المشرکون است حالات شیخ احمد حسائی و فرقہ حائے شیخہ را تفصیلاً بیان کردہ ام۔ البتہ ایشان و پیروان ایشان می گویند کہ اعتراض کنندگان کتب شیخہ را ندیدہ اند و بر نوشته دیگران اعتبار کردہ اند۔ اگر کسے در جواب ایشان می خواہد و بنویسد۔ از کتب معتبرہ ایشان بنویسد کہ نز و ایشان معتبر و مورد اعتماد باشند۔ ایں قول ایشان وزن دارد۔ و من ہر چہ نوشتہ ام از کتب معتبرہ ایشان نوشتہ ام کہ نز و ایشان انتہائی مورد اعتماد اند۔ و فرقہ ہائے شیخہ بر دو نوع ہستند۔ اول شیخہ رکنیہ کرمان دوم شیخہ

احقاقیہ کویت۔ دس کتب معتبرہ ہر دو فرقہ ہادارم و ازایشاں بیان سن کنم۔

نزد شیخہ رکنیہ کرمان معتبر ترین ماخذ ہائے ترجمہ شیخ

رئیس مذہب شیخہ رکنیہ کرمان مرزا ابوالقاسم خان در کتاب فہرست کتب مشائخ
عظام می نویسد شرح احوال ایشان را حوالہ بعض تالیف ماخذ موثقہ سابقہ نمودیم کہ معتبر ترین
کتاب دلیل المتحیرین تالیف خود سید بزرگوار است و کتاب ہدایت الطالبین تالیف مولای
بزرگوار جد عالی مقدار مرحوم آقائے حاج محمد کریم خان اعلیٰ اللہ مقامہ است کہ ہر دو کتاب
مشمول بر بسیاری از شرح احوال در اطوار و عقائد ایشان است ہر دو مطبع رسیدہ۔

کتاب فہرست ص ۱۲۳-۱۲۵

اما معتبر ترین ماخذی کہ قدما یا معاصرین از نویسندگان در دست داشتہ اند البتہ
رسالہ مرحوم مہرورد عالم فاضل شیخ عبداللہ رحمۃ اللہ بجل جلیل آں شیخ بزرگوار است کہ در شرح
حالات شیخ بزرگوار نوشتہ کہ در کمال صحت و طاقت است۔

بہر حال کہ شبہ و تردیدی در صحت و طاقت رسالہ مرحوم شیخ عبداللہ ندارم و ترجمہ
آں کتاب ہم کہ بقلم عالم فاضل و ادیب کامل مرحوم آقای محمد طاہر خان عم محترم این ناچیز
نگاشتہ شدہ و مطبع رسیدہ است البتہ در کمال صحت و کمال متانت است۔

نیز در رسالہ دیگر ہم کہ سابق بر این اشاہ نمود از تالیف دو نفر از علماء بزرگ و تلامذہ
سید مرحوم اعلیٰ اللہ مقامہ۔ یکی جناب عالم فاضل کامل مجتہد آقا مرزا علی نقی قتی مشہور بچندی
رحمت اللہ علیہ مسی بہ نور الانوار کہ در شرح حال شیخ بزرگوار و سید عالی مقدار و مرحوم آقای

بزرگ جد امجد اعلیٰ مقام محم نوشتہ۔ و دیگری از تالیف عالم فاضل کامل جلیل القدر عظیم الشان آقا سید ہادی ہندی رضوان اللہ علیہ موسوم بہ تنبیہ الغافلین و سرور الناظرین کہ نیز موضع در شرح حالات آں بزرگوار است ایں دو رسالہ ہم منطبق با رسالہ مرحوم شیخ عبد اللہ و صحت ایں رسالہ مذکورہ درز فقیر معتبر است و بیچ کونہ تر دیدی در آنہا نہ رام۔

و عرض شد کہ شرح احوال آں بزرگوار در رسائل نام بردہ مدون شدہ است ولی حقیر ناچیز ہم رسالہ مختصرہ را کہ بقلم خود آن یگانہ آفاق در شرح بعض احوال خود نگاشتہ و عین نسخہ بخط آں بزرگوار اخیراً دست آمدہ است و رسالہ مذبورہ را بخواہش فرزند ارجمند خود مرحوم عالم فاضل کامل شیخ محمد تقی رضوان اللہ علیہ مرقوم داشتہ عیناً برائے تہرک و تبیین دریں راسلہ درج می نمایم۔

فہرست کتب مشائخ نص 31

ازیں بعد رئیس مذہب شیخیہ رکنیہ کرمان مرزا ابوالقاسم خان در کتاب فہرست کتب مشائخ از ص ۱۳۲ تا ص ۱۴۴ ایں رسالہ را کہ شیخ خود در احوال خویش نگاشتہ است نقل کردہ پس ترتیب معتبرترین ماخذ ترجمہ شیخ بہ قرار ذیل است۔

- ۱۔ سیرۃ الشیخ احمد الاحسانی تالیف خود ۱۲۳۹
- ۲۔ شرح احوال شیخ احمد احسانی تالیف پسرش شیخ عبد اللہ ۱۲۴۲
- ۳۔ دلیل المتحیرین تالیف سید کاظم رشتی ۱۲۵۸
- ۴۔ نور الانوار تالیف مرزا علی نقی ہندی تلمیذ سید کاظم رشتی
- ۵۔ تنبیہ الغافلین تالیف سید ہادی ہندی تلمیذ سید کاظم رشتی۔

۶۔ ہدایت الطالبین تالیف محمد کریم خان کرمانی تلمیذ سید کاظم رشتی۔

اس شش کتب نزدیکیہ رکنیہ کرمان معتبر ترین ماخذ ترجمہ شیخ اندکہ اول آں تالیف خود شیخ است و دوم تالیف فرزندش شیخ عبداللہ است و سوم تالیف شاگرد ارشد و جانشین اول شیخ می باشد و چہارم و پنجم و ششم تالیف تلامذہ سید کاظم رشتی اند و اس سہ کتب آخر ہم از سہ کتب اول ماخوذ اند و بعض از واقعات از شاگردان دیگر شنیدہ در آئنها نوشتہ شدہ۔

البتہ بعض از مصنفین و مؤلفین دیگر ہم بعض از حالات شیخ را در کتب خود کہ بہ موضوعات دیگر بیان کردہ اند کہ تفصیل آئنها در سیرہ الشیخ احمد احسانی برص ۱۶ است اس میں مؤلفین محترم بعد از صد سال ہر چہ نوشتہ اند یا از سہ کتب اول کہ معتبر ترین ماخذ ہائے نجیہ اند نوشتہ اند و یا از پرہیز کنندہ و مبلغات تابعین کہ معتبر ترین و موثق ترین ترجمہ شیخ خود ہر دو فرقہ ہائے نجیہ اند بیان می کنم۔

نزدیکیہ احقاقیہ کویت معتبر ترین ماخذ ہائے ترجمہ شیخ

مرزا علی الاسکوئی الحقاقی رئیس مذہب نجیہ احقاقیہ کویت در کتاب خود عقیدہ الشیعہ در ضمن ترجمہ احوال شیخ علی نقی در حال ہمدارش شیخ محمد تقی می نویسد۔

”قال الا واحد فی ترجمۃ احوال شخصہ۔ وکان ممن فضل علی عزوجل ان رزقی ذریۃ کریم اللہ با علم وکان کبیر ہم سنا وعلما ہوا لابن الاعز محمد تقی۔“

یعنی شیخ احمد احسانی در احوال ترجمہ خود نوشتہ است کہ از فضل خداوند عزوجل بہ من اس میں ہو کہ او مرا ذریۃ عطا فرمودہ کہ آئنها را از علم مکرم نمود و بود و از روئے سن و علم کہ از تمام آئنها

بزرگ بود و فرزند اعظم محمد تقی بود و رئیس مذهب شیخیه اقطاعیه کویت مرزا حسن الحارثی الاقطاعی در کتاب خود الدین بین السائل والمحجوب می نویسد: ”و هذا ما كتبه اعلیٰ المقامه بقلمه الشريف“

الدین بین السائل والمحجوب - ص 115

یعنی هر که خواهد بداند احوال شیخ اطلاع یابد پس او را باید که آن سیره اشخ احمد احسانی را مطالعه کند که دکتر حسین علی محفوظ طبع و نشر کرده است -

کتاب اول سیره اشخ احمد احسانی بخط خود

مرزا علی الاسکوئی الاقطاعی در کتاب خود عقیده الغیبه در ضمن احوال فرزندش ترجمه شیخ را مختصر بیان کرده می نویسد -

”واما من حیث العلم والعمل فحدثنا الاخرج فان له مواقف علمیه تعجز عنها العلماء
والحكماء ومواقف علیہ بكل عنهما العالمون کمالا متعجبی علی مطلع مومن ووجدنا ذات کلمه فی رسالته بخطه
الشریف“
حاشیه عقیده الشیعه ص 83-84

”ولیکن از روی علم و عمل، پس او را مواقف علمیه داشت که علماء و حکماء از آن عاجز بودند و از مواقف عملیه او تمام عالمین پس مانده بودند -

چنانچه این امر از آن اهل ایمان که اطلاع دارند مخفی نیست و ما این همه حالات او را از رساله نوشته ایم که خود شیخ احمد احسانی بخط خود نوشت است“ -

از این عبارت که رئیس مذهب شیخیه اقطاعیه کویت نوشته است مرزا علی الاسکوئی الاقطاعی و مرزا حسن الاسکوئی الاقطاعی نوشته اند ثابت می شود که این رساله را که شیخ بخط خود نوشته

و دکتر حسین علی محفوظ اس را طبع و نشر کرده است خلیے مورد اعتبار نزد آئنهاں است و ایں رسالہ نزد ایشان بیچ جائے شک و شبہ نیست و ایں رسالہ نزد مامو جودا است۔

کتاب دوم شرح احوال شیخ از پدرش شیخ عبداللہ

کتاب دوم شرح احوال شیخ احمد احسانی تالیف پدرش شیخ عبداللہ است۔ مرزا علی الاسکوئی الاحقاقی در کتاب عقیدۃ الشیعہ در ضمن ترجمہ شیخ علی نقی می نویسد۔

”وله من ابیہ قدس سرہ اخوان اثنان ہوتا شہم واد شہم و کلہم کانوا علماء و فضلاء،
التقیاء امیر اکملین الشیخ محمد تقی و شیخ عبداللہ ہذا الشانی اخوہما الاصغر عاش بعد والدہ المرحوم
مدۃ بسیرۃ لحق اباءہ رحمۃ اللہ ولہ ترجمۃ الاحوال والدہ مفصلاً ترجمت باللغۃ الفارسیۃ و طبع
مرتبہ مرتبہ فی طهران فی رسالہ چہاروی و ثانیہ فی تبریز فی رسالہ شفقۃ الاسلام المرزا محمد المرحوم
التبریزی“ عقیدۃ الشیعہ ص 85

یعنی شیخ علی نقی را دو برادر بودند و آن اوسط و ثالث ایشان بودند۔ و ہما ایشان با کمال
علماء و فضلاء و التقیاء و امرا بودند اول الشیخ محمد تقی دوم شیخ عبداللہ و ایں پرسوئی یعنی شیخ
عبداللہ کو چک ترین ایشان بودہ بعد از وفات پدرش قدرے قلیل زندگی کردہ و با پدرش ملحق
گشتہ و او را حوالہ پدرش ترجمہ مفصل نوشتہ است کہ بزبان فارسی ہم ترجمہ شدہ و دوم مرتبہ طبع
گردیدہ مرتبہ اول در طهران در رسالہ چہاروی و مرتبہ دوم در تبریز در رسالہ شفقۃ الاسلام، میرزا
محمد المرحوم تبریزی رہ۔

از ایں عبارت واضح شدہ کہ نزد دو سائے شیخہ احقاقیہ کویت رسالہ شرح احوال شیخ

احمد احسانی تالیف فرزندش شیخ عبداللہ ہم موروثاً اعتباراً و اعتقاداً تھا است۔

کتاب سوم کتاب دلیل المتحیرین تالیف سید کاظمی رشتی

کتاب سوم کتاب دلیل المتحیرین تالیف سید کاظم رشتی است مرزا حسن الاسکوئی

الحائری الاحقاقی در کتاب "الدین بین السائل والجیب می نویسند۔

"لقد و بقرہ قدس اللہ سرہ اعظم المصائب واشد المصائب الا وهی مصیبتہ الکفر وقد رماہ الحاسدون بالکفر انصموہ بالغلو فی حق المعصومین علیہم السلام و بانکار المعاد الجسمانی والمعراج الجسمانی و انکار شق القمر افتراءً علیہ و حاشا ہ من کل ما رموہ بہ و سوا سلاخہ و اتباعہ بالشیعہ و الکشفیہ ، کما سمیت الشیعۃ بالترابیۃ و الرافضیہ (وقصہ اعلیٰ مقامہ و قصہ تلامیذہ معہ الخلفین طویلہ و عمرہ من اراد الاطلاع علیہا مفصلاً مشروحاً فعلیہ بکتاب دلیل المتحیرین الذی القہ تلمیذہ الارشد السید کاظمی رشتی قدس اللہ سرہ" الدین بین السائل والجیب ص 116 یعنی بر شیخ احمد احسانی عظیم مصیبت ہا وارد شدہ و شدید ترین آنہا مصیبت تکفیر شیخ بود۔ حاسدین بر او فتوائے کفر دادند۔ و اہتمام غلو در حق معصومین عائد کردند و بر او اہتمام انکار معاد جسمانی و انکار معراج جسمانی و شق القمر بستند۔ در حالیکہ او ہرگز مرتکب انہما نہ شدہ بود و ایشان و شاگردان و پیروان شیخ را شیعہ و کشفیہ نام دادند چنانکہ شیعیان را ترابیہ و رافضیہ نام دادہ شدہ است (وقصہ شیخ احمد احسانی او شاگردان او با مخالفین طویل و عریض است پس ہر کہ می خواہد کہ بر آن قصہ ہا تفصلاً و مشروحاً اطلاع یابد او را باید کہ کتاب دلیل المتحیرین تالیف شاگرد ارشد شیخ السید کاظمی رشتی رجوع کند)

ازیں بیان رئیس مذہب شیخیہ احتقائیکویت ثابت است کہ کتاب دلیل المتخیریل
ہم نزاد ایشان خیلے قابل وثوق و لائق اعتبار و اعتمادی باشد۔

و در این سہ رسالہ موثق ترین و معتبر ترین رسالہ است کہ خود شیخ بخط خود نوشتہ
است۔ اماچوں در ترجمہ خود ذکر، بیچ سفری و حالات دیگر را نہ نوشتہ است و شیخ عبداللہ اولین
کسے است کہ حالات اسفار او را ماقدم بقدم تحریر کردہ و قبل از او بیچ کس حالات زندگی شیخ را
سپرد قلم فکروہ است لہذا ہر کہ بعد ازاں بہ حالات زندگی شیخ قلم فرسائی کردہ از رسالہ شرح
احوال شیخ تالیف فرزندش شیخ عبداللہ کردہ است۔

تاریخ تحریر ہر سہ کتب مذکورہ

سید کاظم رشتی در کتاب دلیل و المتخیرین تاریخ تحریر اس کتاب باین طور نوشتہ
است۔

انقد فرغ من المانحہ عصر یوم السبت الحادی عشر من شہر ربیع الاول سنہ ۱۲۵۸۔
پس معلوم شد کہ کاظم رشتی از املاء این کتاب در ۱۱ ماہ ربیع الاول سن ۱۲۵۸ قاریغ
شد۔

لیکن اگرچہ شیخ عبداللہ در کتاب شرح احوال پدرش شیخ احمد احسانی بیچ تاریخ تحریر
نہ کردہ مگرچوں حسب تحریر رئیس شیخیہ احتقائیکویت او بعد از پدرش قد رقیل زندگی کردہ و در این
کتاب ذکر وفات پدرش ہم رقم کردہ است پس معلوم شد کہ شیخ عبداللہ این کتاب را بعد از
وفات پدر تحریر کردہ وچوں شیخ احمد احسانی در ماہ ذی قعدہ سن ۱۲۴۱ وفات یافتہ است لہذا ہما

شیخ عبداللہ شرح احوال پدرش را بعد از وفات پدرش تالیف نموده است۔

اما شیخ احمد احسانی رسالہ کہ بخط خود نوشته است غیر از تاریخ ولادت خود هیچ تاریخ نہ نوشته است لیکن شیخ احمد الاحسانی دو امر کہ در این رسالہ ترجمہ خود نوشته از ان تقریباً اندازہ وقت تحریر آن می شود۔ امر اول کہ شیخ نوشته این است کہ کان مما تفضل علی عز وجل ان رزقی ذریۃ کریم اللہ بالعلم وکان کبیر ہم سناً وعلماً هو ابن الاعزم محمد تقی“

سیرۃ الشیخ احمد الاحسانی ص 9

”یعنی از فضل خداوند عز وجل بمن این است کہ او مرا ذریعہ عطا کردہ و آنهارا با علم عزت بخشیدہ و فرزندانے کہ در علم و سن اکبر ایشان بوداں ابن الاعزم محمد تقی بود۔

ازین معلوم شد کہ شیخ این ترجمہ خود را در ایام طفلی نہ نوشته است و نہ در آغاز جوانی نوشته است بلکہ وقعہ نوشته است کہ اولادش بالغ گشتہ و عالم فاضل شدہ بود۔ لیکن ازین ہم تعین تاریخ حتمی و تحریری این ترجمہ نمی توان کرد اما امر دوم کہ شیخ درین سوانح حیات نوشته است از ان تقریباً تاریخ تحریر این ترجمہ معلوم می شود و آن این است کہ ادومی نویسد۔

”واذا روت ان تعرف صدق کلامی فانظر فی کتبی الحکمیۃ فانی فی اکثرها فی اغلب

المسائل خالفت جل الحکماء و المتکلمین“ سیرۃ الشیخ احمد احسانی ص ۲۰

یعنی چون ارادہ کن کہ صدق کلام من را بدانی پس در کتب حکمہ و فلسفہ من نظر کن۔
چہ کہ من در اکثر آنها در اغلب مسائل از حکماء و فلاسفہ متکلمین جلیل القدر مخالفت نموده ام
ازین فقرہ شیخ ثابت شدہ کہ شیخ این ترجمہ خود بعد از تحریر آن کتب حکمت فلسفہ و

کلام نوشتہ بود کہ در آں مخالفت اکثر حکماء و فلاسفہ متکلمین شیعہ کردہ است و تفصیل این کتب
ایں است۔

- ۱۔ شرح زیارت الجامعہ ۱۰ ربیع الاول ۱۲۳۰
- ۲۔ شرح علی الحکمۃ العرشیہ ۲۷ ربیع الاول ۱۲۳۶
- ۳۔ شرح علی المشاعر و رقوۃ احد حکمۃ ۲۷ صفر ۱۲۳۴
- ۴۔ شرح علی الرسالۃ العلمیہ ۱۵ ربیع الثانی ۱۲۳۰
- ۵۔ شرح فوائد فی الحکمۃ ۹ شوال ۱۲۳۲
- ۶۔ جواب شیخ یعقوب و اقوال سائر حکما ۸ شعبان ۱۲۳۹

پس ازیں معلوم شد کہ شیخ ایں ترجمہ خود را تقریباً بعد از سن یک ہزار و دویست و بی
و نو ۱۲۳۹ قبل از رفتن برائے توطن بہ کر بلا نوشتہ است۔

اما ایں ترجمہ شیخ کہ بخط خود شیخ نوشتہ منتشر نہ شدہ بود بلکہ نزد خود او و مریدان و
تابعین او مخفی و پوشیدہ ماندہ لیکن چون مریدان و تابعین او کافی شدہ مریدان و تابعین او آن
را نقل کردہ نشر کردند چنانچہ ایں رسالہ سیرۃ الشیخ احمد الاحسانی کہ آں را حسین علی محفوظ از بغداد
نشر کردہ در آخر ایں کتاب ایں طور نوشتہ شدہ است۔

”الی هذا کتب بخطہ الشریف وقد نقلناہ من نسخۃ نقلت من خطہ اعلی اللہ مقامہ۔
و کتب العبد الضعیف محمد بن محمد بن الحسن المدعو بالشیخ فی بلدہ تہریر۔ و فرغ منہ یوم الاربعاء
ثالث شہر ذی القعدہ الحرام من سیدہ تسعین و مائتین بعد الف من الهجرة۔“

رسالہ سیرۃ الشیخ احمد الاحسانی ص ۲۲

یعنی تا اینجا شیخ احمد احسانی بخط شریف خود نوشتہ است و مایں را از نسخہ نقل کردہ ایم
کہ آں از نسخہ نقل کردہ شدہ بود کہ بخط شریف نوشتہ بود (علی اللہ مقامہ) و ایں را عبد ضعیف

محمد بن محمد بن المعروف بہ نقی در شہر تہمیر بہ تحریر کردہ است و از تحریر آں یوم الاربعاء ۳ ذی القعدہ
الحرام سن ۱۲۹۰ ہجری فارغ شد

اگرچہ ایں قسمت ترجمہ شیخ را شیخ عبداللہ ہم درسہ ابواب اول نقل کردہ است۔
لیکن شیخ عبداللہ بعض از عبارت نسخہ ترجمہ شیخ

را کہ اہمیت خاص داشت ترک کردہ و مخفی داشتہ است و ما آں را نقل کردہ اہمیت آں را آشکار
خوانیم کرد و باب چہارم و مابعد را اولاً شیخ عبداللہ نوشتہ است و قبل از آں کسے از ایں قسمت
ترجمہ شیخ آگاہ نہ بود و بعد ہر کہ نوشتہ از شرح احوال شیخ احمد تالیف شیخ عبداللہ نوشتہ است۔

ترجمہ شیخ یا آغاز افسانہ

شیخ احمد احسانی در ترجمہ احوال خودی نوید۔

”فخر جت فی وقت قد انتشر الجھل و عم الناس خصوصاً فی بلدنا، لانہ نامیہ عن
المدن، ولا عرف اھلھا شیئاً من الاحکام۔ ولا یفرقون بین الحلال والحرام۔

سیرۃ الشیخ احمد الاحسانی ص 9

شیخ می گوید کہ سن وقتے ہایں داروینا قدم نہادم کہ (در عالم) خصوصاً در قریہ ما
جہالت منتشر بود و مردمان یقہ بصارتے و بصیرتے نہ داشتند، چہا کہ آں از تمدن بے بہرہ بودند
۔ و در آں یقہ کس نہ بود کہ سوئے خدا و عبادت او دعوت کند، اہل و مردمان آں قریہ یقہ معرفتے
از احکام الہی نہ داشتند و نہ در میان حلال و حرام یقہ فرق می کردند۔

شیخ عبداللہ ایں عبارت را در شرح احوال پدرش نیاوردہ و ترک کردہ یا سہوآماندہ، یا
وانستہ مخفی کردہ۔ چون ایں عبارت میرساند کہ چون در سراسر عالم جہالت انتشار دارد و
مردمان یقہ بصیرتے و بصارتے نہ داشتہ باشند و کسے نباشد کہ مردمان را بسوئے عبادت خدا
دعوت کند و مردمان یقہ معرفتے از احکامات الہی نہ داشتہ باشند و میان حلال و حرام فرق نہ کنند

بمخدا لازم است کہ بہ تقاضائے لطف کسے را ہدائے ہدایت مردم مامور کند، و شیخ احمد احسانی در آغاز شرح احوال خود ہمیں او عارای خواہد کہ بیان کند کہ چوں دنیا بایں حال رسیدہ خداوند متعال مرا بطور ہادی مامور ساختہ است۔

حال سیلاب و ویرانگری در مطیر فی

شیخ در احوال خودی نوید۔

”و علی راس السنین سن ولادتی جاء مطر شدید و اتت بلادنا سیول من الجبال حتی کان عمق الماء فی المكان المرتفع من بلادنا ذراعین ونصفاً تقریباً، و فی ذالک الیوم، تولد المرحوم، المیر و راجی الشیخ صالح۔ محمد الہ بر حمتہ و اسکنہ بحوۃ جنتہ۔ و فی یوم الثالث وقعت بیوت بلدنا کلھا، لم یبق فیھا الا مسجدھا و بیت العمتی فاطمہ۔ الملقبہ بحبا بہ رحمہ اللہ علیھا و کان ح [شہید] عمری ستین۔ و انا ذکرھذا الواقعہ“ سیرۃ الشیخ احمد احسانی ص 9-10

یعنی چوں عمر من بہ دو سال رسید باران سخت بارید و از کوہ ہا در شہر ہائے ماسیل و ویرانگری آمد و در مکان بلند عمق آب دو و نصف ذراع بود تقریباً۔ و در ہمیں روز ہما درم شیخ صالح متولد شد و روز سوم ہمہ مکانات شہر ما بہ باد شد و در آن شہر غیر از مسجد و مکان عمتی فاطمہ، الملقبہ بحبا بہ رحمہ اللہ علیھا، بچہ مکانات باقی نماندہ۔ و در آن وقت عمر من دو سال بود، و سن ایں واقعہ را تا ہنوز یاد دارم۔

دریں نوشتہ خود شیخ احمد بر مردمان می فہمائند و آگاہی سازد کہ یادداشت او چنداں تیز است کہ بعد از گذشتن ہفتاد و دو سال او ایں واقعہ را یاد دارو۔ و ایں امر حتماً قابل انکار نیست کہ یادداشت او غیر معمولی بود، و ہمیں ذہن رسا و یادداشت او بود کہ دست بجانب ہدائے کار خویش او را اختیار کرد و در ایں امر در اوراق آئندہ بیان خواہیم کرد۔

حالات طفولیت شیخ

شیخ در شرح حالات خودی نوید -

”و علی مختصر القصة، قرأت القرآن وعمری خمس سنین و کتبت کثیر التفکر، فی حاله طفولتی، حتی انی اذا کتبت مع الصبیان - لعب معهم - کما یلعبون - لکن کل شیء یتوقف علی النظر - اكون فی مقدمهم و سائهم و اذا لم یکن معی احد من الصبیان، اخذت فی المظفر، والتدبر، والنظر فی الاماکن الخربیه الجدران المحدثه، التفکر فیها، و اقول فی نفسی هذه کانت عامرة، ثم غربت - و ابکی و اتذکرت اهلها و عمرانها بوجوه و ابکی بکاء کثیراً، حتی انه لما کان حسین بن سیاب الباشه حاکم الاحساء - و تالعب علیه العرب و اتی محمد آل عزیز و حاصره الباشه - و قتلوا الروم، و اخذوا الاحساء و حکم فیها ال عزیز و بعد ايس مات حکم فی الاحساء ابنه علی ال محمد - و قتلہ اخوه حسین ابولوء و کان مقتله قرب عین الجوراء - بالجاء المملک - و دفن هناك فاذا مررت - وعمری خمس سنین تقریباً بقهره - اقول فی نفسی، این ملک؟ این قوتک؟ این شجاعتک، و کان فی حیاته - علی ما یذکرون، الشيخ اصل زمانه و اشد قوه فی بدنه -

و اتذکرا حواله ابکی بکاء شدیدا - علی تغير احوال الدنیا و تکلیفها و تبذلها“

میرة الشیخ احمد الاحسانی ص 10

یعنی چون عمرم به پنج سال رسید از قرأت قرآن مجید فارغ شدم و همیشه در حالت طفولتی تفکر و تدبر می کردم - تا اینجا که اگر با طفلان معاشرت می کردم، با آنها لعب می کردم چنانکه آنها لعب می کردند - لیکن در هر امری که محتاج به نظر و تدبر بودیم همه مقدم بودیم و سبقت می جستیم - چون تنهایی شدم - در عمارت ویرانه و اوضاع زمانه نظری کردم و عبرت می گرفتم و با خودی گفتم چه شدند ساکنان آنها و کجا بید عامران آنها و متذکر حال آنها گشتیم میگردیم -

و در این زمان والی احساء حسین پاشا آل سباب بود - و قبی طائفه ای از اعراب

تخریک و سرگردگی محمد آل عزیزی مدوی تاختہ محصور و مقتولش ساختہ خویش بجائش ایالت نمود۔ و بعد از موت او پسرش علی آل محمد حاکم احساء شد۔ برادرش و جین ابوہ اورا قتل رسانید۔ و مقتولش قریب پچشمہ بود مسمی بخوراء، و در ہاں جامہ فون شد۔ و در این وقت عمر من بیخ سال بود۔ چون بہ نزد یک قبر او میگذاشتم با خودی گفتم۔ ملک تو کجا است؟ قوت تو کجا است؟ و شجاعت تو کجا رفت؟ و او چنانکہ میگوید، شجاع ترین اہل زمانہ خود، و در بدن قوی ترین مردم بود، و بہ حال او عبرت می گرفتیم و بہ تقلب و تبدل دنیا می گریستیم۔

ازیں بیان شیخ احمد معلوم شد کہ شیخ در عمر بیخ ساگی از قرأت قرآن فارغ شدہ بود۔ و در بیخ ساگی قرأت قرآن چنداں امر غیر معمولی نیست۔ خصوصاً از طفل بیخ سالہ عرب کہ زبانش عربی است۔ لیکن در عمر بیخ ساگی ایں چنین تفکر و تدبیرت گرفتن از دیر اندہا و نزہت و والی احساء ایستادہ با خود گفتن کہ ملک تو کجا است؟ قوت تو کجا است؟ و شجاعت تو کجا رفت؟ و بہ حال او عبرت گرفتن و بہ تقلب و تبدل دنیا و گریستن امریست غیر معمولی۔

آقائے لیقوانی در کتاب نیست شیخ گری می فرمائید ایں یک نمونہ از افسانہ آمیز بودن زندگی شیخ است۔ اگر ایں مطالب۔ راستی از خود او باشد، کلامی رساند کہ میخواند خود را از اول یک انسان فوق العادۃ و متاثر معرفتی کند و از اول دوران کودکی خود را مستحق و سزاوار یک مقام مقدس الہی بداند، همانطور کہ دیدیم او عا کرد۔

و اگر ساختہ و پرداختہ فرزند و مریدانش باشد اول او را یک رہبر متفکر ما بخود فرستادہ شدہ از طرف خدا در نظر گرفته اند، سپس شرح زندگی مناسب باین مقام نوشته اند، و گرنہ یک کودک بیخ سالہ کجا ایں مطالب کجا؟ نیست شیخ گری ص 10

ایں ہر دو احتمالات آقائے لیقوانی نزدیک بہ صواب اند اگر چہ از اول دوران کودکی خود را مستحق و سزاوار یک مقام مقدس الہی نمی دانست لیکن چوں از دست اجانب باین کار مامور شد و کار او راست شد و یک تعداد مریدان و پیروان پیدا کرد۔ در آن وقت یک

ترجمہ زندگانی خود برائے مریدان و پیروان نوشت تا او را مستحق و سزاوار یک مقام مقدس الہی بدانند و برائے مریدان و پیروان خود ہمیں را ادعا کرد و در آخر عرش ایں ترجمہ را نوشتہ بہ مریدان داد۔

و فرزند و مریدانش ہمہ اورا یک رہبر نابذ و فرستادہ شدہ از طرف خدا دانستہ چیز ہائے در شرح حال او افزودند و چیزے کہ ذکر آں برائے آنہا موجب ثوابی بود از نظر مردم پوشیدہ داشتند اگر چہ اعتقاد ایشان ہماں بود کہ شیخ احمد نوشتہ و ادعا کردہ بود۔ و ایں افسانہ کہ بریں آقائے لیقوائی ایں فیصلہ دادہ اند خیلے معمولی است از آں افسانہ حا کہ بعد از ایں می آیند۔

محیط زندگی شیخ

محیط زندگی در ساختن شخصیت انسان نقش موثر دار و محیط زندگی شیخ بگفتہ خودش یک محیط آلودہ و فاسد بودہ و ہیچگونہ امر بمعروف و نہی از منکر و تبلیغات دینی وجود نہاشتہ است چنانچہ ادوی نوسید۔

”و کان اهل بلدنا فی غفلۃ و جہل لا یعرفون حیناً من احکام الدین۔ بل کل اهل البلد صغیر ہم و کبیر ہم ہم مجامع، مجتمعون فیہا۔ بالطبول و المومور، و الملاہی۔ و الغناء و العود و الطنبور، و کنت مع صغری، لا اقدر راہبر عن الحضور معہم سائتہ و عندی من المیل الی طرفہم مالا اکاد اصفو و ابکی وحدی شوقا الی ما تخلیہ من افعالہم۔ حتی اکاد اقل نفسی و اذا خلوت وحدی۔ اخذت فی التفکر و اتدبر و بقیۃ علی لحدہ الحال۔“

یعنی مردمان قریہ مادر غفلت و جہالت غرق بودند و از احکام دین بیخ معرفت نہ داشتند۔ بلکہ تمامی اہل بلد صغیر و کبیر در مجامع خاص با طبل و مزامرتا رنبر و رباب و عود جمع می شدند۔ و من چون طفل صغیر بودم برائے یک ساعت از حضور ایشان نمی توانستم کہ

صبر کنم۔ و مرا چنان اشتیاقے بطرف آنها بود کہ من نمی توانم آن را بیان کنم۔ و در تنہائی در شوق خیال افعال آنها می گزستم حتی اینکه می خواستم خود را ببلاک کنم و چون بہ تنہائی تجلیہ می کردم فکر و تدبیری کردم و در طفلی حالت من بہ ہمیں منوال بود۔ ایں بود محیط زندگی شیخ و حال او دریں محیط کہ خود بیان کردہ۔

و چنانکہ در سابق نوشتہم فرزند و مریدان و پیروان او چون شیخ را یک رہبر و نابذ و فرستادہ از طرف خدا دانستہ بودند چیز ہائے را در شرح احوال کہ ذکر آن در خود و حال یک رہبر نہ بود آن را ترک کردند۔ چنانچہ شیخ عبداللہ ہمیں مطلب را کہ خود شیخ در حق خود بیان کردہ بود چنین بیان می کند۔

”و نیز می فرمود کہ قریہ کہ مسکن ما بود اہلش را بملامہی و معاصی حرص تمام بود و احدی در میاں ایشان نہ بود کہ امر بمعروف و نہی از منکر یا دعوتی بسوی خداوند نماید۔ و چیزی از احکام و حلال از حرام نمی دانستند۔ و چنانچہ بلہو و لعب خویش مشغول و حریص بودند کہ آلات ہو خویش را بر در خانہ ہامیا و بختند و بدانہا بیکدیگر تفاخر می نمودند۔ و مرایش را مجمع ہائے خاص بود کہ ہمگی جمع آمدہ مشغول با انواع ملاہی و اقسام مناہی میشدند و از طبل و مزمار و طنبور و تار و رباب و عود و انواع سر و ہنج یک را فر و گداز نمی نمودند۔

و من چون بر مجلس ایشان می گذشتم در گوشہ با طفال می نشستہم۔ تنم در میان تنہا بود و رحم متعلق بعالم بالا چون تنہا می شدم خلوتی گزیدہ فکر ت فرود میرفتم و بحال خویش میگزاستم و نفس خود را بہ معاشرت ایشان و مجاورت ایناں ملامت می کردم و گاہ می شد کہ می خواستم خود را ہلاک نمایم یا آنکہ بجا آمدن آنستہم کہ اعمال حرام است یا حلال۔ لکن بالطبع والذات از آن افعال و صفات متغیر و متزجر بودم۔ رسالہ شرح احوال شیخ احمد ص ۵۶۔

دوران تحصیلی شیخ

در سابق بیان شد کہ شیخ می گوید کہ او بہ سن پنج - ساگی از قرأت قرآن فارغ شد در ہماں ایام طفلی از بستگان او بہ خواندن نحو تشویق کرد چنانچہ شیخ از استادے بنام شیخ ادیب محمد بن محسن کہ در قریہ دیگر بود پرسید کہ در نحو چہ کتابی باید خواند او عوامل حر جانی را معرفی کرد چون پدرش را معلوم شد کہ فرزندش می خواہد کہ نحو بخواند او رانزہ معلم فرستاد چنانچہ او خود می نویسد -

”فلما کان من القدر السلٹی مع شئی من الفقہ الی البلد فیما الرجل العالم اعنی الشیخ محمد بن الشیخ محسن - واسما القرین و وضع مع ذالک العی تقدم ذکرہ - وهو الشیخ احمد رحمہ اللہ فکان شریکی فی الدرس عند الشیخ محمد - سیرۃ الشیخ احمد الاحسانی ص ۱۳

یعنی روز دیگر مرا با چیزی از نفقہ در آن قریہ کہ آن مرد عالم یعنی شیخ محمد بن الشیخ محسن ساکن بود فرستاد واسم آن قریہ قرین بود و او مرا نزد ہماں طفل کہ ذکر او در سابق گذشت واسم او شیخ احمد بود نشانہ دہد - پس ان طفل نزد شیخ محمد در درس شریک من بود و من نزد او کتاب عوامل و اجرومیہ را خواندم -

ایں بود کہ شیخ احمد احسانی نوشتہ بود لیکن پسرش شیخ عبد اللہ بریں عبارت افزودہ ایں چنین می نویسد ،

”الغرض باید اداں مرا نزد شیخ محمد بن الشیخ محسن فرستاد و شیخ نیز مرا با ہماں طفل بمناسبت خویشی ہمدرس نمود - کتاب اجرومیہ و عوامل رانزہ دوی بانجام رساندہ تحصیل علوم دیگر پر داختم لیکن در اثناے طلب چون شفای قلبی حاصل شد باطن منصرف گشتہ ولی ظاہراً مشغول بودم و در نفس خود داعیہ ہا بدوں داعی خارجی مشاہدہ می نمودم و قلق و اضطراب در دل خود می یافتم و ہموارہ طالب خلوت و ماکل عزلت بودم و بیابان را دوست می داشتم و از مجاورت خلق

و معاشرت ایشان مستوحش و پریشان بودم و پیوسته در اوضاع روزگار فکرت مضموم عبرت میں
گرفتم۔ شرح احوال شیخ احمد ص ۹-۸

آقائے لیقوانی بعد از نقل بیان مذکورہ می فرمایند کہ از انکهارات شیخ احمد احسانی
معلوم می شود کہ تا اینجا معلومات ایشان از رسالہ ہائے احمدیہ و عوالم تجاوز نکرده۔ چون بعد
ازیں دو کتاب ایشان تو جھمی بد رس نداشته و آن مطلب را شفا بخش نمیدانستہ اگرچہ در ظاہری
پای درس می نشستہ ولی کوشش نمی داده است۔ انیسٹ شیخ گری ص ۱۵-۱۶

تعلیم تفسیر قرآن در خواب

تا اینجا آنچه شیخ اقبال کرده است ایں است کہ او قرأت قرآن و دو کتاب از نحو،
احمدیہ و عوالم و از استاد در مدرسہ خوانده است۔ لیکن ازیں بعد شیخ آنچه خوانده در بیچ مدرسہ
و از استاد خوانده است بلکہ سلسلہ تعلیم او در خواب آغاز شد چنانچہ اولین خواب بے کہ شیخ دیدہ
چنین بیان می کند۔

”و رایت فی المنام رجلاً کالماً کانہ من ابناء الخمس والعشرين سنه، اتی الی و عنده
کتاب فاخذہ عرف لی قولہ تعالیٰ۔ الذی خلق فسوی، و الذی قدر فہدی، مثل خلق اصل الشیء
یعنی حیولہ، فسوی صورۃ النوعیہ، قدراسبہ فہداه الی طریق الخیر و الشر، یعنی من ہذا النوع۔
وان یکن خصوصاً ما ذکرته فانتبھت وانا منصرف الخاطر عن الدنیا و عن القراءات التی یعلمناھا
الشیخ۔ لانه یعلمنا زید قائم، زید امبتدا، و قائم خبرہ، و یقیت احضر المشیخ و لا اسمع لنوع ما سمعت
فی المنام، من ذالک الرجل شیخاً و یقیت مع الناس بحسب دی و رایت اشیا لا اقد راھبھا۔

سیرۃ الشیخ احمد الاحسانی ص ۱۳

یعنی در خواب دیدم کہ جوانی لبس بست و بیخیزد من آمد۔ و با و کتابی بود و قول
خدای تعالیٰ را چنین معنی فرمود کہ ”الذین خلق فسوی و الذی قدر فہدی“ خلق اصل الشیء یعنی

ھیولا فموی صورتہ النوعیہ وقد راسہا بہ فہد اہ الی طریق الخیر والشر۔ یعنی ہذا النوع۔

واگر در این خواب خصوصیت نمی بود بیان نمی کردم پس من از خواب بیدار شدم۔ و
خاطر از دنیا و مافیہا پر داختم و از تحصیل آن علوم ظاہر منصرف گشتم کہ شیخ ما را تعلیم می کرد۔ چہ کہ
او ما را تعلیم می کرد کہ در زید قائم۔ زید مبتدا است و قائم خبر اوست و من نزد شیخ حاضر بودم و کلمہ
از آنچه در خواب شنیدہ بودم، بچہ چیزے از آن مردی شنیدم پس ہمیں حال در میان مردم بودم
کہ تنہا در میان ایشان بود۔ و من چیز حائے کثیر را مشاہدہ کردم کہ آنها را احصا نتوان کرد
بعد از نقل کردن این خواب شیخ می گوید۔ ”اگر در این خواب خصوصیت نمی بود بیان
نمی کردم“۔

از این بیان معلوم می شود کہ شیخ می خواہد مردم این امر را برساند کہ بعد از این خواب
سلسلہ تعلیم ظاہری او منقطع شد و سلسلہ تعلیم در خواب آغاز شدہ۔

خواب دوم و سوم کہ فہم قرآن را منحصر در شیخ قرار می خواہد

شیخ احمد احسانی در کتاب خودی نوید۔

”انی راہت فی المنام، کانی ارئی جمیع الناس ساعدون علی السطوح يتطلعون لشيء،
فصعدت انا سطح بيننا، واذا الناري هيا اتي مما بين المغرب والمغرب، وهو معلق بالسماء بطرف
منه، وطرف آخر متدل كالسراوق وهو قبل اليها، انا والناس كلهم، وكلما قرب منا، انحط الى جهت
السفل۔ حتى وصل اليها۔ وكان اسفل مامنہ، ما كان عندي وقفتہ بیدی واما هو شئی لطیف لا
تدرکہ مادۃ اللحم بالجسم، الا بالبصر، وهو ابيض بلوری یکاد یتغنی من شدۃ طائفۃ، وهو خلق سوجۃ
علی حدیۃ نسج الدرع، ولم یصل الیہ احد من تلك الخلائق المطلاعین الیہ غیری۔

و راہت لیلۃ اخری، کان الناس كلهم يتطلعون علی السطوح۔ کالرویا الاولی۔ الی
شئی نزل من السماء وقد سد جہۃ السماء لا جمیع اطرافہ متصلۃ بالسماء، ووسطہ متخفص، ولم یصل

الیہ من تلک الخلاق احد غیرى - لان انفض مافی وسطہ المتدی، هو الذی وصل الی فہیئہ
بیدی و هو غلیظ شہین - سیرۃ الشیخ احمد الاحسانی ص ۱۴

شیخ احمدی کوید کہ شی در خواب دیدم کہ تمام خلق بر ما محاسبہ آمدہ اند کہ مشاہدہ چیزی
نمایند۔ من نیز بام خانہ خویش برآمد، دریں حال، چیزے از مابین مغرب و جنوب آمد یک
طرف متصل با سماں طرف دیگر بزمین آویختہ ہرچہ نزدیکر میدہ فروتری آمد تا آنکہ بہا رسید
پس طرف اسفلش پیش من آمد ہا دست خویش او را گرفتیم چنداں لطیف بود کہ ہا دست ملموس
نمی گشت لیکن ہشتم محسوس بود کہ جسمی است بلوری و سفید کہ از شدت صفا قریب مکتفا است، و
چوں حلقہای زرد ہافتہ - جز من بر او کسی دست نیافتہ و نیز شی در خواب دیدم کہ بہمان قسم
مردم نیز بر ما محاسبہ آمدہ اند کہ مشاہدہ چیزی نمایند۔ من نیز برآمد و مینگریم بچیزی کہ از آسمان
آمد و جہانش با سماں متصل و وسطش با خانہ مقاتل - و دست احدی جز من بوی نرسیدہ - آنرا
گرفتیم جسمی غلیظ و شہین بود۔

ایں ہر دو خواب را شیخ عبداللہ ہم در شرح احوال شیخ احمد احسانی بے کام و کاست
آورده است۔

در ایں خواب دو امور بطور خاص قابل توجہ اند اول اینکہ اومی کوید - نزل من السماء
یعنی از آسمان نازل شد۔ دوم اینکہ ”لم يصل الیہ من تلک الخلاق احد غیرى“ یعنی ازین
خلاق جز من ہا و کسے دست نیافتہ۔

و ہمہ دانند کہ مراد از رہسمان آویختہ شدہ از آسمان ”جبل ممدود“ قرآن است
گویا شیخ احمدی خواہد کہ بایں خواب بہ مریدان و تابعین خود ہمہ اند کہ ہمہ خلاق از فہم قرآن
عاجز اند و فہم قرآن منحصر شدہ است در شیخ احمد احسانی۔ چنانچہ آقائے لیتوانی در کتاب خود
”لینست شیخی گری“ ہم ہمیں نتیجہ اخذ کردہ اند۔ ”آنہامی فرمایند۔

”با توجہ باینکہ در روایات وارده مقصود از رہسمان آویختہ شدہ از آسمان قرآن

است، وحقی در حدیث معروف ثقلین ہم از قرآن بہ جمل ممد و تعبیر آورده شدہ است۔ ہا ویدن
 ایں خواب ایساں علم قرآن رانگو دا اختصاں می دہد۔ دھمہ را از ہم قرآن عاجزی داند کما اینکه
 شاگردش حاج محمد کریم خان کرمانی میگوید، خداوند ما را مخصوص کردہ است بہ برکات سادات
 ماں بہ علم تفسیر چیزہائے از آں کہ در نزد غیر مایافت نمی شود۔

انیست شیخ گری ص ۲۲

خواب چہارم شیخ در ادعائے بلندترین

مقام و بمقابلہ ہمہ خلّاق

شیخ می گوید کہ ایں خواب را ہم دیدہ است کہ:

”در وی لی۔ ایضاً۔ کان جبلاً عالیا، الی عنان السماء و حولہ، من جمیع جوانبہ۔ رمال
 بسالہ، وکل الخلاق، یعالجون فی صعودہ۔ ولم یقدر احد منهم ان یصعد منہ قليلا، واثبت اما و
 صعدتہ کلّم البصر۔ باسھل حرکۃ الی اعلاہ و امثال ذالک من الامور الغریبۃ الی العجز من
 احصاہا۔“

سیرۃ الشیخ احمد الاحسانی ص ۱۴

شیخ می گوید کہ من ایں را ہم در خواب دیدم کہ گویا کوہی بسیار بلند است کہ از
 اطراف باہماں رسیدہ است و ہمہ خلق در تدبیر بالا رفتن برویند۔ واحدی را مقتدر نیست کہ
 بر آں کوہ اندکے ہم بالا رود و الا من در یک چشم زدن با کمال سہولت تا قلعہ دی رفتم و ایں چنین
 امور غریبہ بسیار است کہ در خواب دیدہ ام کہ من از احصاء کردن آنہا عاجز ام۔

در ایں خواب دو امور بطور خاص قابل توجہ اند۔ اول اینکه شیخ می گوید: و سہل الخلاق
 یعالجون فی صعودہ ولم یقدر احد منهم، یعنی ہمہ خلّاق در تدبیر بالا رفتن برویند واحدی را
 مقتدر نیست کہ بر آں کوہ اندکے ہم بالا رود۔

maablib.org

دوم اینکه شیخ می گوید: الاسن در یک چشم زدن با کمال سهولت تا فلای رشم۔
و این ادعائے مقامی است که شیخها بویثرة کریم فائدها ادعاسن کنند که آنها از همه
انسانها شریفتر و در مقام و مرتبه سوم از بشریت قرار گرفته اند:

اول پیامبر دوم امام سوم رکن رابع و ناطق واحد که جزو چهارم ارشاد العودام بهائے
اثبات این مطلب نوشته شده است۔ تا اینجا شیخ خوابهای که بیان کرده از منهای خوابد که
بمردان و شاگردان و تابعین خویش راهبماند که همه خلایق جز او از فهم قرآن عاجز اند۔
و دیگر اینکه در جامعه بشریت و خلایق عالم کس مرتبه و مقام بالا و هم پله او نیست و او در جامعه
بشریت و خلایق عالم از همه بالاتر است۔

خواب پنجم شیخ در معلوم کردن ترکیب

برائے طلب کردن آنمه

شیخ یک قدم پیشتری گذارد و می گوید که:

”شم انی رایت لیلۃ، کانی دخلت مسجد افوجدت فیہ رجا لا تلا شہ، و شخص آخر بقول
لکیر الثلا شہ یا سیدی کم اعیش، فقلت من هو لاء؟ و من هذا الذی تسألہ؟
فقال ہذا الحسن بن علی بن ابی طالب علیہم السلام فضیت الیہ و سلمت علیہ و قبلت یدہ
۔ توهمت ان الذی معہ، الحسن بن علی بن ابی طالب، علیہم السلام۔ فقلت: انا یا سیدی۔ کم
اعیش؟

فقال: خمس سنین، او اربع سنین۔ او قال خمس سنین و اربع سنین۔ فقلت لہ الحمد للہ
۔ شم کانی انا و هم قیام فقلت لہ یا سیدی۔ خبرنی بشئی۔ او اقرانہ را بتکم، فقال لی (کن عن
امورک معرضاً۔ و کل الامور لی القضاء)۔ سیرۃ الشیخ احمد الاحسانی ص ۱۴-۱۵

شیخ می گوید که شعی در خواب دیدم که بمسجدی در آمدم سه نفر مرد و شخص دیگر یافتیم آن شخص از بزرگ آنها پرسید - یا سیدی چند روزند گانی خواهم کرد - گفتتمش مگر این کیست - گفت حسن بن علی است علیهما السلام - نزدیک رفته سلام کردم - دوست مبارکش را پرسیدم - و چنان گمان بردم که دو نفر دیگر حسین بن علی و علی بن الحسن اند، علیهما السلام - فرمود علی بن الحسین و با قراند عرض کردم - زندگانی من چه خواهد بود - فرمود بیخ سال یا چهار سال یا فرمود بیخ سال و چهار سال گفتتم الحمد للہ -

در این وقت کویا من و ایشان ایستاده ایم عرض کردم یا سیدی مرا چیزی بیا موز که چون قرأت کنم شما زیارت نماید فرمود این ربیات را دعاوت نماید گاه خواهی بینی -
کن عن امورک معرض - و کل الامور الی القضاء (الخ)

شیخ از خواب می خواهد که به مریدان و شاگردان خود بفرماید که او چگونه ترکیب به رسیدن به خدمت آنمه یا طلب کردن آنها را دانست - و چگونه او به مراتب عالیہ رسید که جز او کسی باین مراتب عالیہ نرسیده است -

خواب ششم شیخ باب دیدن آنمه در خواب مفتوح شد

شیخ در کتاب سیرة خودی نویسد -

”والیصل: ثم انی قضیت اقرأ الایات کل لیلۃ، واکررها، و لا اراهم، علیهم السلام کم هضر، ثم انی - استشعرت انه علیه السلام - ما یرید منی قرأت الایات و انما یرید الخلق بمعاصمها - فتوجهت الی الاخلاص فی العبادۃ، و کثرة التفکر - و انظر فی العالم و کثرة قراءۃ القرآن، و الاعتبار و الاستغفار فی الاسرار، فرایت منامات غریبه عجیبه، فی السموات و فی الجنات و فی عالم الغیب و البرزخ، و نقوشا، و الوانا تبهر العقول - ثم انفتح لی رؤیهم علیهم السلام - حتی انی اکثر اللیالی - و الایام، اری من شئت منهم - علی ما اختار منهم الذی اراه - علیه

السلام۔ واذارایت احدائهم۔ واثبتت۔ واثبتت کلامی۔ قبل تمامہ۔ رجعت فی النوم، و
رایت ذالک الذی رایہ عنہ منقطع کلامی حتی اتممت“ سیرۃ الشیخ احمد الاحسانی

ص ۱۶-۱۷

یعنی خلاصہ این است کہ آن ابیات را کہ در خواب تعلیم گرفته بودم بر قرآنش
مداومت نمودم، و اثری نمی دیدم وقتی بخاطرم رسید کہ مراد تخلق۔ بمصالحین اشعار است۔ نہ
قرأت و تکرار۔ پس بر عبادت افزودم، فکر و نظری نمودم۔ و قرأت قرآن و تدبر در معانی
آن و استغفار و در اسرار بسیاری کردم۔ پس من بعد خوابهای عجیبہ و چیز ہائے غریبہ در آسمان
و زمین و جنات و مدزخ و عوالم غیب و شہادت از نقوش و الوان مشاہدہ می کردم۔ کہ عقول
در آن حیران است۔ و ابواب دیدن خواب برویم مفتوح شد حتی اینکه غالب شبھا ہر یک از
آن بزرگواران را کہ می خواستم زیارت و عرض حاجت میکردم و جوابها مفرمودند حتی آنکہ اگر
در وسط کلام بیدار میشدم باز خواب رفتہ از ہماں مقام فرمائش را بانجام میرسانیدند شیخ عبد اللہ
پیر شیخ احمد ہم این خواب را در شرح احوال شیخ احمد احسانی بر ص ۱۳ بہیں طور آورده است۔

خواب ہفتم شیخ مطالبہ ترک دنیا از پیغمبر

شیخ در کتاب سیرۃ خودی نوید۔

و کنت فی اول الافتتاح باب الرویاء رایت الحسن بن علی بن ابی طالب فسالتہ عن
مسئلۃ فاجائی۔ ثم کتمستہ رایت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وقلت یا سیدی۔ ارید منک ان تقطع
الدنیا اصلا بحیث لا اعرف فقال هذا الصلح۔ فشدت علیہ فی الطلبۃ۔ فتعالمی و مضی عنی۔ من
حیث لا اشعر۔ ففصلت علیہ ثم وجدته، وقلت لہ، انا ارید منک هذا المطلب فقال لی۔ یکن بعد
حین بتغیب عنی، فطلبته، فوجدته وشدت علیہ مرارا بمرۃ یقول هذا الصلح، و مرۃ یقول بعد حین۔
والحال انی رایت اکثر الاممۃ۔ علیہم السلام۔ یقولون کلہم الا الجواد (ع) فانی متوہم

maablib.org

فی روایت فکل من رایت منهم تکبیری فی کل ماطلبت الامسکة الانقطاع - فان جواهم لی فیہ
کجواب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ - سیرۃ الشیخ احمد الاحسانی ص ۱۷۱-۱۸

دراول امرتقی خدمت حضرت حسن بن علی علیہ السلام رسیدم و مسائل چند پرسیدم
و جواب شنیدم - بعد از چند سال خدمت حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ رسیدم - عرض کردم یا
سیدی استدعا دارم کہ دنیا ترک کویم و معروف خلق نباشم - فرمود این حال کہ ترا است اصلح
است - مبالغہ نمودم - تغافل فرمود و گذشت - در طلبش ہم آمدم و نیز بخند متش رسیدم و ہم مبالغہ
افزودم فرمود ممکن است پس از چندی و نیز غایب شدہ باز تجسس نمودہ بخند متش رسیدم و ہم
اصرار مخفروم و تکرار می نمودم گاہی فرمود این حالت اصلح است و گاہی فرمود پس از چندی
شیخ عبد اللہ در شرح احوال شیخ احمد احسانی ص ۱۴ ہم ہمیں طور نوشتہ است -

لیکن رئیس مذہب شیخیہ رکنیہ کرمان محمد کریم خان کرمانی ہم این خواب اجمالی شیخ را
بہ تفصیل بیان می کنند و می گوید کہ:

ایشان تا توانستند در میان خلق نیامدند و از دنیا و مال و جاہ دنیا اجتناب فرمودند و
قریب بہ پنجاه سال در گوشہ انزوا نشستند و بسیاری از عمر خود را در بیا و بیا و کوشها و کوشہ ها
گزارانیدند -

ہدایت الطالبین ص ۱۱۵

و در صفحہ بعدی گوید :-

تا آنکہ شب حضرت پیغمبر را صلوات اللہ علیہ وآلہ بخواب دیدند کہ فرمود باید بروی
و علم خود را کہ مایه انعام کردہ ایم در میان خلق آشکاری کنی کہ مذہب باطلہ در عالم شیوع گرفتہ
است - باید بروی و آں باطلها را سراندازی - چون بیدار شدند بسیار از این خواب غمگین شدند
کہ باید صبر ہمہ مکایده انزال و معاشرت ارزال کنند با خود خیال کردند کہ متوسل میشوم بحضرت
امیر المؤمنین علیہ السلام کہ حلال مشکلات است کہ این خدمت را از عہدہ من بردارند - و مرا

maablib.org

بر پادشاه و مجاہدہ خود باز گذارند۔ پس متوسل شدند۔ و حضرت امیر را در خواب دیدند کہ فرمود کہ آنچه برادر من پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ فرمودہ اندازاں گریزی نیست باید بروی و علم ما را ب مردم برسانی و اصلاح این امور فاسدہ را ہمائی۔ بیدار شدند غمگین و حیران۔ با خود خیال کردند کہ صاحب سماعت و حلم و جود حضرت امام حسن است۔ علیہ السلام۔ متوسل ہاں۔ بزرگوار می شوم و از ایشان درخواست می کنم کہ ایشان شفاعت کنند و این خدمت را از عہدہ من بردارند متوسل شدند و خوابیدند حضرت امام حسن را علیہ السلام در خواب دیدم کہ فرمودند کہ آنچه جد پدرم علیہما السلام فرمودہ اندازاں چارہ نیست باید بروی و امر را بانجام برسانی۔ باز غمگین و سرگرداں از خواب بیدار شدند با خود گفتند کہ شفیع جمیع خلایق حضرت امام حسین علیہ السلام است و جمیع امر عالم بواسطہ ایشان بانجام می رسد متوسل بایشان می شوم شاید ایشان چارہ از برای من کنند۔ متوسل بایشان شدند درخواست بخدمت حضرت امام حسین علیہ السلام رسیدند فرمودند کہ آنچه جد پدرم بزرگوار من فرمودہ اند تخلف ندارد۔ و چارہ از اں نیست باید بروی و امر را بانجام برسانی۔ و دیں را صلاح کنی۔ باز پریشان و حیران از خواب بیدار شدند۔ و دیگر نمیدانم کہ ہر یک ہر یک از آن عمہ علیہم السلام این طور متقی شدند و این جواب را شنیدند یا آنکہ بعد بھما صاحب عصر عجل اللہ فرجہ متوسل شدند۔

خلاصہ باز ایشان را در خواب دیدند و ایشان ہم فرمودند کہ آنچه اجداد طاہرین فرمودہ اند ہماں است و گریزی از اں نیست باید بروی و امر را بانجام برسانی و تحریف غالیین و دعوی مبطلین و کلمات جاہلین را بر طرف کنی۔ خلاصہ اجازہ با و عطا فرمودہ اند بھر ہمہ آن عمہ علیہم السلام کہ امر تو محضی است و حکم تو نافذ بر و امر را ب مردم برسان۔ این بود کہ اں بزرگوار محنت معاشرت خلق را بر خود گذاردند و صدمہ منافقین را بر خود ہموار کردند و در میان خلق علم و امر خود را آشکار کردند۔

ہدایت الطالبین ص ۱۱۶ تا ۱۱۸

شیخ در این خوابها ہر مسئلہ کہ میخوانست معلوم می کرد

شیخ احمد احسانی در سیرۃ خودی نویسد -

”و کنت مدۃ قبال سنین متعدده ملتشبہ علی شی - فی البقیۃ الاوانا فی بیانہ فی المنام - و اشیاء ما قدر ضبطھا لکثر تھا - و اعجب من هذا ما اری فی المنام الاعلی اکمل ما اری فی البقیۃ بحیث مفتوح لی جمیع ما یدر اولیہ و یمنع ما یعارضہ - و بقیۃ سنین کثیرہ علی هذا الحال - حتی عرفی الناس و اهتمت بهم عن ذالک الاقبال و السد ذالک الباب المفتوح فکنت الآن ، ما راہم علیہم السلام الا ما درآمن الاحوال - سیرۃ الشیخ احمد الاحسانی ص ۱۸-۱۹

یعنی من سالها سال این چنین خوابها را می دیدم کہ در بیداری ہر مسئلہ کہ بر من مشتبه می شد بیان تفصیلی آن در خواب من می آمد و بسیاری از چیزها را مشاہدہ می کردم کہ از کثرت آنها من نمی توانم آنها را ضبط کنم و عجیب ترین آنها این است کہ آنچہ من در حالت بیداری ارادہ می کردم در خواب بصورت اکمل ترین آن را می دیدم بہ این طور کہ تمام آنچہ کہ اطلہ آن را تا سیدی من کنند بر من مفتوح می شد - و من بسیارے از سالهای زندگی بہ ہمیں حال گذرانیدم تا کہ مردم مرا شناختند و من از این اقبال با آنها مشغول و مصروف شدم و این باب مفتوح خوابها بر من مسدود شد و من اکنون آنها را نمی بینم مگر شاذ و نادر -

شیخ عبداللہ ایں کلمات شیخ را در شرح احوال پدرش بیان نہ کردہ است - خوانندہ عزیز خود غور بفرمایند کہ چہا؟ شاید نمی خواہد کہ این باب مفتوح را کہ بر پدرش مفتوح شدہ بود مسدود و بنویسد -

خوابے در امور نادرہ

شیخ در سیرۃ خودی نو رسد -

وکان من جملۃ ہذا الامور النادرۃ فی رایت امیر المؤمنین علیہ السلام - فی مجلس مشحون من العلماء والاجلاء - فلما اقبلت ، قام علیہ السلام فقعدت عندہ لعل ، فقال اقبل ، ماخذاً متاکم ، فتممت ، ثم قعدت قریباً - فقال اقبل - لم یزل (ع) یقریبی - حتی اقعدت فی جانبہ - وکان مماساً لہ حل یجوز - فی الصبر ؟ فقال لا - ثم ذکر لہ حاجتی - فقال اما فی یدی شیئی فقلت لہ نعم ، ولکنی اتیت الیک من الذی بنی وبنیک - ارید مما اعرف من متاکم عن اللہ ، فلما قلت لہ - ذاک ، قال انش (انشاء اللہ) یکون بعدین - (سیرۃ الشیخ احمد الاحسانی ص ۱۹) شیخ عبد اللہ ہم ایں خواب را در شرح احوال شیخ احمد الاحسانی چنیس نقل کردہ است : و نیز می فرمودہ وقتی خدمت حضرت امیر علیہ السلام رسیدم - در مجلس مشحون بر علماء و اکابر - پیش رفتم آن حضرت بجهت تعظیم و اجلائی بندہ خویش بر خاست در صف نعال نشستم - فرمود پیش بیا کہ آنجا جای تو نیست - پس بر خواستم نزدیک آن بزرگوار نشستم - پس نزدیک تر شدم بخواند - و من همی میرفتم تا آنکہ از ہم رفتم بہ پیش و مرا در کنار خویش نشانید - مساکلی چند پرسیدم ازاں جملہ آنکہ بیج صبرہ جائز است یا نہ - فرمود نہ - پس حاجت خویش را عرض کردم فرمود چیز در دست ندارم گفتیم بلی - دلی آمدہ ام در خصوص امر معبود کہ منزلت و مقام تو را نزد پروردگار بدانم فرمود انشاء اللہ خواہی دانست -

شرح احوال شیخ احمد الاحسانی ص ۱۵ -

شیخ احمد احسانی بہ جعل کردن ایں خواب می خواہد کہ ہمہ میدان و تابعین خود ایں سہ امور را ہمہ اید اول اینکہ او مقالے و منزلتے دارد کہ بعد از آمدہ اطہار (ع) بیج کسے را حاصل نیست - لہذا وقتے او در مجلس مشحون علماء و اکابر داخل می شود امیر المؤمنین بجهت تعظیم و

اجلال شیخ مدد خاست و در پہلوئے خویش جائے داد۔

دوم اینکه بدین بیان اس سوال کہ آیا شیخ صبرہ جائز است یا نہ و جواب امیر المومنین در نفی کردن می خواهد کہ بہ مریدان و تابعین خود ہمہ اند کہ او علم فقہ و حدیث و تفسیر را ایں طور از آئمہ علیہم السلام تحصیل کردہ است و در دنیا از استادے و در بیچ مدرسہ دریں علوم درس نخواست۔

سوم اینکه شیخ می خواهد کہ از ایں خواب مریدان و تابعین خویش را ہمہ اند کہ او بہ خلاف تمام علماء، شیعہ امیر المومنین را کہ علت فاعلی تمام کائنات قرار دادہ است ایں منزلت و مقام خویش را خود امیر المومنین او را در خواب خبر دادہ اند۔

تمام خوابهای شیخ وحی والہام بودند

ہمہ می دانند کہ از اقسام وحی والہام بہ فرستادگان و نمایندگان الہی یکے خواب می باشد شیخ ہم دعوی می کند کہ ایں تمام خوابہائے او از جانب خداوند متعال وحی والہام بودند چنانچہ می گوید:

”و کنت فی تلک الحال۔ دائماً۔ اری منامات وھی الہامات“

سیرۃ الشیخ احمد الاحسانی ص ۱۹

”یعنی من دائماً و ہمیشہ در ہمیں حال بودم کہ خوابهای دیدم۔ و ایں ہمہ خوابهای وحی والہام بودند“۔

شیخ عبداللہ ایں بیان شیخ را تفصیل دادہ و راخیر شرح احوال شیخ چنین می گوید۔

خلاصہ روای آں والا مقام بہ سبیل کشف والہام بودند و اضغاث احلام و در مقام خدمت ہر یک از آئمہ اطہار علیہم السلام کہ می خواستند میر رسیدند و خواب کافی و شافی با اقسام اولہ و بر اہلین میفرمودند کہ اید بہر حاجت و مطالعہ کتب نبود و اگر احیاء آرجوع میفرمود و ہمہ

همان بود که در خواب آزموده بود۔ شرح احوال شیخ احمد الاحسانی ص ۱۷۔
و جانشین اول شیخ سید کاظم رشتی در کتاب دلیل المتحیرین از ص ۱۶ تا ص ۲۰ علوم شیخ
رایان کرده تا به چهل علوم نوشته می گوید۔

”واللهک ان من لدن رب الارباب وتسدید الائمة الاطیاب“
دلیل المتحیرین ص ۲۱۔

یعنی ما را در این هیچ شک و شبه نیست که این همه علوم شیخ منجانب خدا و تسدید آئمه
الاطیاب بودند“

شیخیه احقاقیه کویت شیعیان را گول می زنند

حجت الاسلام فاضل العلامه آقائے محسن الامین العالی در کتاب معروف خود“
اعیان الشیعه“ به دعوائے کشف و الهام شیخ اعتراض کرده بود۔ لهذا رئیس مذهب شیخیه احقاقیه
کویت مرزا علی الاسکوئی الاحقاقی در کتاب عقیده الشیعه در ضمن الانتقاد علی اعتراضات العالی
می نویسد:

ولما نقل ترجمه السید الرشتی عن دلیل المتحیرین بطولها فی صفحه ۳۹۴ الی صفحه ۳۹۷ فی
کتابه الاعیان انتقد الفاضل العالی علی ترجمه فی مواقع ثلاثه لا باس بقتلها للنجین انصاف
و میز ان فهمه و مقدر علمه۔

”الاول ان السید لما مدح استاذہ بانه لم یأخذ علومه من استاذ قط۔ و لیس له شیخ
معروف مع انه حصل اکثر العلوم العقلیه و العقلیه۔ و له فی اکثرها آراء انظار الی ان قال۔ فما
هو من بعض الالهامات و الفتوح فی المروج اوسن مثل الکشف و الاشراف و نحو ذلک من
الغنیات الخاصه۔ انتقد الفاضل العالی علیه فی صفحه ۳۹۷ بقوله۔ دعوی الکشف و الهام
و الخروج عن طواهر الشریعه الی بواطنها بدون بهان قطعی و لانس جلی لا یقبل الاحتمال

ولانا ویل مفسدہ مابعدہا مفسدہ۔ وسمیہا کاں ضلال بعض الفرق وخر وجماعن دین الاسلام
اقول قد تبین لک قبل ان الشیخ (قدس سرہ) لم یدع الکشف والالهام والاشراق فی
شیئی من بیاناتہ ورسائلہ واثباتہ (رہ) لما رای ان شیخہ لم یأخذ معلوماً من استاذ معروف مع
تلاطم علومہ من ای فن کان من محبہ و حسن ظنیہ للشیخہ حمل ذالک علی الالهام والكشف فی المروع۔
عقیدۃ الشیعہ در ضمن الانتقاد علی ترجمۃ العالی ص ۱۲۴-۱۲۵

یعنی فاضل العالی در کتاب اعیان الشیعہ صفحہ ۳۹۴ تا ۳۹۷ از کتاب دلیل
المختیرین ترجمہ شیخ را نقل کرده۔ و در آں سہ تا مواقع تنقید کردہ است ما آں را دریں مقام نقل
می کنیم تا انصاف فاضل محسن الایمن العالی اشکار گردد۔ و میزان عقل و فہم او معلوم شود و مقدرار
علم او ظاہر شود۔

اول اینکه چون کاظم رشتی در مدح استاد خود نوشته کہ شیخ علوم خود را از، بیچ استاد
حاصل نکرده و نہ او را شیخ معرف بوده۔ و در انحالیکہ او اکثر علوم تقلید و عقلیہ را حاصل کرده، و
در آں علوم شیخ را خاص افکار و اظهار اند، او در بارہ شیخ خود این را گفته کہ این تمام علوم و فنون از
وحی و کشف و الہام بوده۔ و نتیجہ عنایت خاصہ بودند۔

چون فاضل العالی از جانب سید کاظم رشتی در مدح استاد خویش این مطلب را دید
در کتاب اعیان الشیعہ بر صفحہ ۳۹۷ چنین تنقید کردہ کہ: دعوائے کشف و الہام و خروج از
خواہر شریعت بسوئے بواطن بدون دلیل قطعی و نص جلی نہ از روئے احتمال قابل قبول است و
نہ از روئے تاویل، یک مفسدہ الیست کہ مابعد مفسدہا دارو از یں سبب بعض فرقہا گمراہ شدہ
اند و از دین اسلام خارج شدہ اند۔

رئیس مذہب شیخیہ احقاقیکہ کویت مرزا علی الاسکوئی الحائری الاصفہانی در جواب فاضل
عالی می گوید کہ شیخ احمد احسائی ہرگز برائے بیچ چیز دعوائے کشف و وحی الہام نکرده۔ نہ گاہے
این را از زبان بیان کرده نہ در بیچ رسالہ نوشته۔

ہر صاحب انصاف می داند کہ ازین بیان فاضل العالمی در انصاف او و میزان عقل و فہم او و مقدار علم او بیچ اشکالے ظاہر نہدہ۔ بلکہ از بیان رئیس شیعہ انتہائیہ کویت مثل شیطان کول زدن آنہا بہ شیعیان جہاں ظاہر و آشکار شدہ است۔

تمام خوابہائے شیخ معائنہ بودند کہ امکان غلط نہ داشت

شیخ در کتاب سیرت خودی نوید

”فانی اذا خفی علی شیئی۔ رایئہ بیانہ ولو اجمالاً، وکنی، اذا اتانی بیانہ فی الطیف، واثبتہ، ظہرت لی المسئلۃ بجمع ما یتوقف علیہ من الادلۃ۔ بحیث لا یتخفی علی احوالہا۔ حتی انہ لو اجتمعت الناس، ما یمکنہم یدخلون علی شیعۃ فیہا، فاطلع علی جمیع ادلتہا۔

ولو اور دوا علی الف مناف، والف اعتراض، ظہرت لی جمیع محامیہا و اجوبہا بغیر تکلیف۔ وجہت جمیع الاحادیث کھا جاریہ علی طبق ما رایت فی الطیف لان الذی اراد فی المنام معارضہ لا یقطع فیہ غلط۔

و اذا اردت ان تعرف صدق کلامی فانظر فی کتبی الحکمیہ۔ فانی فی اکثرہا، فی اغلب المسائل خالفت جل الکماء و المحکمین، فاذا تأملت فی کلامی۔ رایئہ مطلقاً لاحادیث الائمۃ الہدی علیہم السلام۔ ولا تجد حدیثاً۔ یخالف شیعاً من کلامی۔ وتری کلام اکثر الکماء و المحکمین مخالفاً بکلامی و الاحادیث الائمۃ علیہم السلام۔ حتی یبلغ مہم الحال، الی ان اکثرہا ما یعرفون کلام الامام (ع) و لکن اذا اردت البیان۔ فانظر بعین الانصاف۔ تعرف صحت ما ذکرہ فانی ما التکلم الابدلیل۔ معہم۔ علیہم السلام (سیرۃ الشیخ احمد الاحسانی ص ۲۰)

شیخ می گوید کہ چون بر من چیزے در خفای می ماند، من بیان آن را در خواب می دیدم۔ اگر چہ بطور اجمال لیکن چون بیانش در خواب من می آمد۔ من بیدار می شدم۔ آن مسئلہ با جمیع دلائل و براجم قاطعہ بر من ظاہر می شد۔ بایں طور کہ احوال آن بر من مخفی نمی ماند

تا اینکه اگر تمام انسان جمع شوند نمی توانستند، که در این مسئله هیچ شبهه بر من داخل کنند۔ پس من بر جمیع دلائل و برآیندین آن شبهه مطلع می شدم۔

و اگر همه مردم بر من هزار اختلاف و هزار اعتراض وارد کنند، بغیر تکلیف برائے من محال و جوابهای آن ظاهری گشت۔ من می یافتم که جمیع احادیث کلیدها بر طبق آن خواب من جاری اند که من دیدم و بودم۔ چرا که آنچه من در خواب میدیدم معاینه بود که در آن غلط واقع نمی شود۔

و چون اراده کنی که صداقت کلام مرادائی پس در کتب حکمت و فلسفه من نظر کن۔ چرا که من در اکثر آنها در اغلب مسائل مخالفت جلیل القدر حکماء و متکلمین کرده ام۔ پس چون در کلام من تامل می کنی ببینی که آن مطابق احادیث ائمه الهدی علیهم السلام است۔

و تو یک حدیث را در یک چیز مخالف کلام من نخواهی یافت۔ و کلام اکثر حکماء و فلاسف و متکلمین را می بینی که مخالف کلام من و احادیث ائمه علیهم السلام است تا اینکه حالت ایشان تا به اینجا رسیده است که اکثر آنها معرفت کلام امام (ع) را ندارند۔ لیکن چون اراده دانستن صحت کلام من کنی، پس بنظر انصاف نگاه کن تا آنچه را من بیان کرده ام صحت آن را بدانی۔ چرا که من هیچ کلامی نمی گویم۔ لیکن بدلیل که از آنها معلوم کرده ام علیهم السلام۔

شیخ عبداللہ این بیان شیخ احمد احسانی را در شرح احوال او نقل نه کرده است چون از این کلام او، مخالفت جمیع کلام جلیل القدر حکماء و متکلمین از شیخ صدوق گرفته تا به علامه مجلسی ظاہر است و مریدان و تابعین او در جواب ایراد علماء شیعه می گویند که شیخ همان چیز گفته که تمام علمائے شیعه گفته اند۔ لہذا بیان شیخ را کہ او بقلم خود، و بخط خود نوشته ترک کرده اند۔

و این امر ہم قابل غور است کہ او از کجا دانسته کہ کلام او مطابق کلام و احادیث امام است، و کلام دیگر حکماء و متکلمین مخالف احادیث امام علیہ السلام است و این امر در مقام خود

بیان خواهد شد

آخرین خواب و حصول اجازہ ہائے آئمہ و مامور شدن شیخ شیخ در سیرت خودی نورسد -

ولقد کان بنی و بین الشیخ محمد بن الشیخ حسین بن عصفور البحرانی - رحمہم اللہ - بحث
کثیر - و اکثر الاثکار علی - ثم انصرفنا - فلما جاء الليل - رایت مولای علی بن محمد الهادی - علیہ علی
آباہمہ الطہیین و ابناہمہ الطاہرین ، افضل الصلوٰۃ و ازی السلام -

فشکوف الیہ حال الناس - فقال علیہ السلام - ترکہم و امضی فیما انت فیہ - ثم
اخرج الی اوراقا علی حجم الثمن - و قال ہندہ اجازتہ الاثنا عشر فاخذتها و فتحها - و اذ کل صفحہ مصدرہ
بسم اللہ الرحمن الرحیم - بعد البسملة - اجازہ واحد متھم - علیہم السلام و کان مما آمرونی بہ -
و وعدونی بہ ، و وصفونی علیہم السلام - بہ مالا یردک بہ کل من سمع استغظا مالہ - و انی لست
اھلالہ حتی انی قلت للنبی صلی اللہ علیہ وآلہ - من القائل بذالک؟ فقال انا القائل - فقلت یا
سیدی - انت تعرفی - و انا اعرف نفسی انی لست اھل لذلک - فلای سبب قلت ذالک؟ فقال
بغیر سبب! فقلت بغیر سبب؟ فقال امرت ان اقول کذا!

فقال نعم - و امرت ان اقول : ان ابن ابی مدرس من اھل الجحیم - و کان رجلا من
اھل بلدنا - من جھال الشیعۃ - و قال - ایضاً - و امرت ان اقول ان عبد اللہ العویدری من
اھل الجحیم - فقلت : عبد اللہ العویدری من الجحیم؟ فقال لا اعر بان ظاہرہ خمیث - فانه یرجع
الیہا و لو عند خروج روح - سیرۃ الشیخ احمد الاحسانی ص ۲۰-۲۱

چوں شیخ عبد اللہ ایں خواب را در شرح احوال پدرش نقل کرده است لہذا ما ترجمہ
ایں خواب را از ان نقل می کنم - شیخ عبد اللہ می گوید کہ:

و نیز می فرمود وقتی میان من و شیخ محمد بن شیخ عصفور البحرانی بحث بسیار واقع شد و
اصرار در اثکار من می نمود چوں شب شد - خدمت علی بن محمد الهادی علیہ السلام رسیدم و

شکایت از حال مردم نمود فرمودہ ترک کن ایشان را۔ و بحال خویش مشغول باش۔ اور اسی چند مرا عطا کرد فرمود ایں اجازہ حاصل دوازده گانہ ما است گرفتہ و کشود۔ و نظر نمود ہر صفحہ مصدر بود بہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ پس ازاں اجازہ کی از آں بزرگواران و مشتمل بود ہر چیزی چند از اوصاف و وعدہ ہا و اموری کہ عظمت آنہا کس تقدیر آہنائی کند یا آنکہ من اہل انہا نیستم۔ نیز می فرمود۔

خدمت حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ رسیدم۔ بخشی فرمود۔ عرض کردم یا رسول اللہ۔ قائل ایں کلام کیست؟ فرمود منم، گفتیم، یا سیدی تو بحال من آگاہی من نیز خویش را می شناسم کہ اہل ایں مقام نیستم بچہ سبب ایں کلام را فرمودی؟ فرمود بغیر سبب! عرض کردم بغیر سبب؟ فرمود بلی ما ماوریم کہ چنین بگویم! پرسیدم کہ ماوری؟ فرمود بلی ماورم و نیز ماورم کہ بگویم ابن مدرس از اہل بہشت است و نیز ماورم باینکہ بگویم عبداللہ الغویدری نیز از اہل بہشت است و مغرور مشو بظاہر ش کہ خبیث است چرا کہ رجوع بیا میکند و لو حکام مرگ۔ شرح احوال شیخ احمد الاحسانی ص ۱۵-۱۶

علمائے عصر شیخ مخالفت افکار و نظریات شیخ کردہ

دریں بیان از شیخ یک چیز حاصل شدہ کہ تا کنون حاصل نہ شدہ بود و آں اینست کہ آنچہ او بیان می کردہ در آں یکے از علمائے بحرین الشیخ محمد پسر شیخ حسین بن عصفور البحرانی شدت اختلاف کردہ، و بحث بسیار نمودہ، و از افکار و نظریات شیخ اصرار در انکار کردہ تا آنکہ شیخ در خواب بخدمت حضرت امام علی الہادی (ع) رسید و شکایت از حال مردم کرد۔ ازیں معلوم شد کہ آنچہ او در بحرین می گفت مردم از آں اختلاف می کردند۔ و ایں امر ہم خیلے تعجب خیز است کہ امام فرمود کہ ترک کن ایشان را و بحال خویش مشغول باش۔

و امر دیگر کہ قابل غور است ایں است کہ امام علیہ السلام بہشت اور اسی شیخ را واد کہ

شانزدہ صفحہ می باشند۔ یعنی دو از دہ صفحہ اجازہ ہر ایک از آئمہ (ع) بود، و در چہار صفحہ باقی فہام ماموریت شیخ برائے ہدایت مردم و اوصاف و منصب عظیم اور را بیان فرمودہ بودند۔ و آن اوصاف و منصب آن قدر عظیم بود کہ ہر کہ آنہا را بشنود فی الواقع آنہا را تصدیق کند و نیز خود را باں اوصاف و منصب عظیم اہل غمی دانست حتی آنکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ اورا مطمئن کرد کہ قائل ایں کلام منم و من از جانب خدا مامورم کہ ماموریت تو را بتو عرض کنم۔ و اورا چند اخبار علم غیب ہم شیخ را مطلع فرمود۔ لہذا ازیں ثابت می شود کہ امام علی نقی علیہ السلام اورا بعد از مباحثہ و مخالفت شیخ محمد بن الشیخ حسین آل عصفور بحرانی دو از دہ اجازہ ہا بمحر آئمہ اظہار اثناعشر (ع) عطا نمودہ۔
 و والد شیخ محمد یعنی الشیخ حسین آل عصفور بحرانی کسے است کہ سران شیخی ہائی گویند کہ او شیخ اجازہ دادہ بود۔

اگر والد شیخ محمد یعنی الشیخ حسین آل عصفور بحرانی شیخ احمد حسائی را اجازہ می دادہ بود ایں وقت بود کہ شیخ بہ پیش شیخ محمد اظہار اجازہ دادن پدرش کند۔ لیکن او چنین اظہار نکرد۔ بلکہ پیش امام علی نقی شکایت مخالفت مردم کرد۔ ازیں ثابت شد کہ شیخ یقیناً اجازہ از علمائے بزرگ شیعہ نہ گرفتہ بود۔ بلکہ ایں اجازہ ہا ساختہ و پرداختہ مریدان شیخ می باشند۔ و وجہ جعل کردن آنہا بعد خواہد آمد۔

شیخ در شرح زیارت پیش از ایں ادعا کردہ است

آقائے لبقوانی در کتاب نہایت شیخ گری در بارہ ایں خوابائے افسانوی دو ما احتمال دادہ اند۔ چنانچہ می فرمایند کہ:

ایں یک نمونہ از افسانہ آمیز بودن زندگی شیخ است۔ اگر ایں مطالب راستی از خود او باشد، کاملاً میرا سند کہ منخوانم خود را از اول یک انسان فوق العادہ و ممتاز معرفی کند۔ از اول دوران کودکی خود را مستحق وسر او را یک مقام مقدس الہی بدانند، همانطور کہ یہ ایم ادعا کرد۔

و اگر ساخته و پرداخته فرزند و مریدانش باشد، اول او را یک رهبر متفکر، نابغه و فرستاده شده از طرف خدا در نظر گرفته اند سپس شرح زندگی مناسب بآن مقام نوشته اند۔

اینست شیخ گرمی ص ۱۰

اگر آقائے لیقوانی در شرح زیارت شیخ بر صفحہ ۱۱۱ نظری کرد ضرورت و احتمال دادن محسوس نمی کرد و آنچه بطور احتمال اول نوشته است آن را بصورت حتمی و یقینی می نوشت۔ چنانکه شیخ در شرح زیارت عظیم تر از این خواب بیان کرده است۔ چنانچه او پیش از این خواب، حقیقت سراللد را بر دو قسم تقسیم می کند، بعد از آن قسم دوم سراللد را هم بر دو قسم بیان کرده و در قسم دومی قسم دوم چنین می گوید۔

قسم دومی قسم دوم سراللد، شیخ می گوید:

و قسم لا یعلمه احد منهم الا باقبال خاص۔ و تعلیم خاص غیر ماحو بالاشراق و انبساط الاولی و غیر ماحو من الوجود التشریعی۔ بل بنیایه سبقت و خاتمه لحقت و ذالک مثل اطلاع شخص منهم علی معرفت المنزلة بین المنزلاتین فی القدر فان ذالک مما یتقوا علیهم السلام بانه لا یعلمها الا العالم اوسن علیها ایاه العالم۔ شرح زیارت ص ۱۱۱ سطر ۱۸۴۶

یعنی قسم دومی قسم دوم سراللد آن است که آن را (از انبیاء و مرسلین و ملائکه مقررین و اوصیاء آن مومنین که خدا و ایمان امتحان آنها را گرفته)

هیچ کس نمی داند غیر از آنکه او را آن عمه علیهم السلام بذریعہ اقبال خاص و تعلیم خاص می آزموند۔ و این تعلیم نه بطور تشریعی می باشد و نه بطریقہ اشراق و انبساط که مثال آن را (در میان سرالقدر اول) سلفاً بیان کردم و این تعلیم بطور عنایت خاصه داده می شود۔ یعنی از آن عمه علیهم السلام۔ کسی شخص شخص و به نفس نفس آمده بمطابق معرفت منزل بین المنزلاتین در قدر اطلاع می دهد و بلا شک این آن سرالهیاست که در باره آن آن عمه علیهم السلام خود نص فرموده اند که این سرالهی هیچ کس نمی داند مگر عالم یعنی امام علیہ السلام بآن کسی که خود امام به نفس

نفس آمدہ خود اور تعلیم فرمودہ باشد۔

شیخ احمد احسائی ازیں بعدی گوید کہ:

”والتقدیرایت فی ایام اقبال و توجہی رویاء عجیبہ ملخصاً.....“

(شرح زیارت ص ۱۱۱-۱۱۲)

یعنی من در ایام اقبال و توجہ عجیب و غریب خواب دیدم و این خواب مذکور را بیان کرده و کیفیت و چگونگی حالت پیغمبر را بیان می کند بعد از آن مکالمات که به پیغمبر شده و سره خود نوشته بعینہ یا بشا رت جنت بمائے عبداللہ الغویدری بیان کرده و مطلب شیخ این است کہ نہمہا و اسرار الہی اند و مرا خود آئمہ علیہم السلام در خواب آمدہ بہ نفس نفس این اسرار و علوم را آموختہ اند۔ بہر حال آخری کلام شیخ دریں خود نوشت سیرۃ و ترجمہ خویش این است کہ می نویسند ”والی اصل، ان من امور الغریبہ تعبیر ما ذکرک الروایۃ التي تقدم ذکرها، فانه لما لا متکسبہ بیانہ خصوصاً للجمال و اناء فان، افتزیئہ، فعلی اجرامی۔“

الی ہذا کتب بخطہ الشریف وقد نقلناه من نسخة تقلدت من خطہ علی اللہ مقامہ۔ و کتب العبد الضعیف محمد بن محمد بن الحسن المدعو بالقی۔ الشریف فی بلد تمرین و فرغ منہ یوم الاربعاء ثالث شهر ذی القعدة الحرام من سنة تسعين و مائین بعد الف من الهجرة۔“

سیرۃ الشیخ احمد الاحسائی ص ۲۲۔

یعنی حاصل کلام این است کہ از امور غریبہ تعبیر آن خواب است کہ ذکر کردم و ذکر آن گذشت و بلا شک بیان کردن آن خواب نیست خصوصاً پیش جہلا۔ و تا آنکہ تعلق من است اگر من این خواب را دروغ گفته باشم و افترا بسته باشم پس جرم آن بردن من است نقل کنندہ این سیرۃ الشیخ می گوید کہ:

کہ تا اینجا شیخ احمد احسائی بخط خود شریف خود نوشته است و ما آن را از نسخہ نقل کردہ

ایم کہ از نسخہ اصل نقل کردہ شدہ بود۔

و این را عبد ضعیف محمد بن محمد بن الحسین المدعو بالقی الشریف، و ترمیز در احاطہ تحریر آورده است و از تحریر آن یوم الاربعاء ۳ ماہ ذی القعدۃ الحرام سن ۱۲۹۰ هجری فارغ شدہ۔

خلاصہ مسافرت و قیام ہائے شیخ

شیخ عبد اللہ پر شیخ احمد احسانی خواب ہائے شیخ را در سہ ابواب اول شرح احوال شیخ بیان کردہ است و در باب چہارم قدم بقدم مسافرت ہائے شیخ و قیام و مسکن ہائے شیخ را تا تاریخ وفات ادیان کردہ است۔ و خلاصہ آن انشت کہ اول شیخ از وقت پیدائش یعنی از ۱۱۶۶ تا ۱۲۰۸ھ در احساء بطن خویش اقامت گزین بود۔

شرح احوال شیخ احمد احسانی ص ۲۰

در سن ۱۲۰۸ھ از احساء با عیال و اثقال بخرین انتقال فرمود و چہار سال اقامت نمود تا آنکہ در شہر رجب از سن یک ہزار و دو ہست و دو از دہ ۱۲۱۲ عزم قنات نمود پس از مراجعت در بصرہ توقف فرمود۔

اگرچہ شیخ عبد اللہ در سن ۱۱۸۶ھ ہم سفرے بیان کردہ است کہ بچہ جعل کردن این سفر در آئندہ خواہد آمد۔

شرح احوال شیخ احمد احسانی ص ۲۰

سوم از سن ۱۲۱۲ تا ۱۲۲۱ھ در بصرہ و حوالی آن در عراق مسافرت و قیام کردہ۔

شرح احوال شیخ احمد احسانی ص ۲۶ تا ۲۷

در ۱۲۲۱ھ بہ بہانہ زیارت مشہد مقدس در ایران داخل شد چہارم بعد از مراجعت از سن ۱۲۲۱ھ تا ۱۲۲۹ھ در یزد (ایران) قیام کرد و در ۱۲۲۲ھ در ترک کرد و در کرمانشاہ رفت۔

شرح احوال شیخ احمد احسانی ص ۲۷ تا ۳۵

پنجم از ۲ رجب ۱۲۲۹ تا ۱۲۳۹ھ در شہر کرمانشاہ ایران قیام کرد و در ۱۲۳۹ھ

کرمانشاہ راترک کرد پہ کر بلا (عراق) رفت۔ (شرح احوال شیخ احمد احسائی ص ۳۳ تا ۳۶)
ششم از ۱۲۳۹ھ تا ۱۲۴۱ھ در کر بلائے معلیٰ عراق قیام کرد۔

شرح احوال شیخ احمد احسائی

ہفتم در روز یک شنبہ بست و یکم شہر ذی قعدۃ الحرام از سال یک ہزار و دو بست و
چہل و یک ۱۲۴۱ھ در راہدینہ بمقام ہدیۃ جان بجان آفرین سپرد۔

خلاصہ شرح احوال شیخ احمد احسائی ص ۴۰

ایں ہمہ مسافرت چرا؟

اکنوں می بینم کہ ایں مسافرت حاو قیام و سکونت شہر یا و ممالک مختلف چرا؟ یعنی
محرک انتقال از احساء بہ بحرین از بحرین بہ بصرہ (عراق) و از بصرہ (عراق) بہ یزد و
ایران (کو از یزد و ایران) بہ کرمان شاہ و از کرمان شاہ بہ کر بلا (عراق) چہ بودہ پس برائے
معلوم کردن ایں حقیقت بر ما لازم است کہ حالات سیاسی آن زمان را ہم در نظر داریم

استعمار غرب در فکر درہم شکستن سلطنت عثمانیہ ترکیہ

ایں امر ہم از کسے مخفی نیست کہ در آن زمان استعمار غرب از یک طرف فکر تخریب ہند
بود۔ از طرف دیگر در فکر درہم شکستن۔ سلطنت عثمانیہ ترکیہ بود۔ لہذا ایشاں جو اسیس خود را در
سراسر شرق اوسط گسترده بودند تا آن جا شورش حامد پاکند۔ مردم را بہ خلاف سلطنت عثمانیہ
ترکیہ برانگیزند۔ و در میان مسلمانان از پیدائش مذاہب جدید، تفرقہ باندازند، قوت ایشاں
را کمزور کنند۔ صاحبان علم از داستان لارنس آف عربیا کہ در ہیئت علمائے سنی در صحنہ شرق
اوسط وارد شدہ بود بے خبر نیستند، او اسم خویش را تبدیل کرد اسم مسلمان اختیار کرد و در مسلمانان
نکاح کرد۔ اولاً و آوارہ و امامت نماز جمعہ و جماعت می کرد و خطبہ می خواند و ہر کس اورا از علمائے

اسلام می دانست و ہمہ صاحبان خبری دانند کہ او چہ کردار در شکست و ریخت سلطنت عثمانیہ ترکیہ ادا کرد۔ ذہیں طور صاحبان علم و خبری دانند کہ ہمعصرے نام در پیدائش مذہبہ جدیدے در بخند و حجاز چہ طور جہد تبلیغ کرد و تحریک محمد بن عبد الوہاب را چہ طور تائید و حمایت کرد۔

شیخ احمد احسانی و محمد بن عبد الوہاب ہم وطن و ہم عصر ہووہ اند و شیخ احمد احسانی و محمد بن عبد الوہاب ہم سایہ یک دیگر ہووند چہ کہ شیخ احمد احسانی در مطہرف۔ محمد بن عبد الوہاب در عینہ از ۱۱۶۶ھ کہ سن تولد شیخ احمد احسانی است تا ۱۲۰۶ھ کہ سن وفات محمد بن عبد الوہاب است کلا چہل سال در یک علاقہ ہووند۔ و ایں امر نا قابل تردید است اما محمد بن عبد الوہاب تبلیغ و حمایت می کرد و تحریک و حمایت را فروغ می داد۔ لیکن شیخ احمد احسانی با وجودیکہ بقول خود او آئمہ طاہرین (ع) او را در خواب مامور بہ تبلیغ کردہ ہووند، ہیچ کارے نکرده۔ نہ در ابطال و ہایت کتابے نوشت نہ عقائد او را رد کرد۔ نہ در آنجا تحریک تعلیمات آل محمد شروع کرد۔ برائے اینکہ شیعہ ہون او یاسنی ہون او ہیچ کارہ نہ بود۔ چہ اکہ محیط زندگی شیخ بقول خود او از دین بیگانہ نہ ازلہال و حرام بے خبر و مثل دور جاہلیت بود۔ لیکن حسب اقرار شیخ او در ہیچ ساگی از قرأت قرآن فارغ شدہ ہووہ و قریہ قریس احمدومیہ و عوال یعنی نحو خواندہ ہووہ و اشعار ہم گفتہ ہووہ یعنی ادیب شدہ ہووہ، و حافظہ او چشیں تیز ہووہ یا داشت او چناں حدید ہووہ کہ بقول خود او واقعہ آں سیلاب را کہ در قریہ او در سن دو ساگی آمدہ ہووہ و ہمہ مکانات را تباہ و برباد کردہ ہووہ در سن ۲۷ ساگی بہماں طور یاد می داشت۔ لیکن شیخ علم فقہ وحدیث و تفسیر و تاریخ و اصول فقہ و ہیچ علمے را نزد ہیچ عالمے نخواندہ ہووہ نہ نزد عالم شیعہ نہ نزد عالم سنی، و بحرین جزیرہ است در نزد یک احساء کہ اکثریت آبادی آں شیعہ است لیکن ازاں وقت تا امروز وہابی ہا زیر سرپرستی استعمار غرب آنجا مستولی ہستند، و مردمان آنجا از حقوق انسانی و جمہوری ہم تا امروز محروم ہستند۔

لہذا انتقال او از احساء بہ عیال و ائفال بہ بحرین نمی تواند کہ بہ خوف و ہابی ہا باشد۔ لہذا چون آل سعود بر نجد و حجاز و احساء متولی شدند۔ نظر ایشان و استعمار غرب بر عراق دوختہ شدہ

ہو۔ پس ہمارے عراق ضرورت جو ایسے داشتند لیکن جو ایسے استعمار غرب در نجد حجاز در لباس علمائے سنی کاری کردند۔ در عراق ضرورت جو ایسے بود کہ در بیعت علمائے شیعہ در عراق داخل شوند۔ و شیخ احمد احسائی یک مرد ذہین و از ادب عربی آشنا بود و لہذا ہمارے ایں کاریچ کس از او بہتر ہو و لہذا در سن ۱۲۰۸ ہمارے مطالعہ کتب شیعہ بہ بحرین فرستادہ شد۔ چہ کہ در کتب خانہ ہائے بحرین کتب شیعہ از فقہ و اصول فقہ حدیث و تفسیر و تاریخ ہمہ علوم بودند۔ لہذا تاریخ می گوید کہ شیخ احمد احسائی بحیثیت یک فرد شیعہ در کتاب خانہ ابن ابی جمہور احسائی و کتب خانہ ہائے دیگر مصروف مطالعہ کتب شیعہ شد و زیر نگرانی نمائندہ ہر طائفہ کہ در بحرین قیام داشت و در زیر عنایت والی بحرین کہ ہابی بود باطمینان تمام تا چہار سال مطالعہ کتب شیعہ کرد۔ و اولاد او یعنی شیخ محمد تقی۔ و شیخ علی تقی۔ و شیخ عبداللہ ہم در آنجا از مطالعہ کتب شیعہ عالم و فاضل شدند و چون شیخ احمد احسائی از عقائد مذہب شیعہ حقہ اثنا عشریہ آگاہ ہوو۔ علاوہ ازیں ارادہ استعمار غرب ایں بود کہ در ایران و عراق عقیدہ تفویض را رواج دادہ بین مسلمانان تفرقہ اندازند و مذہب جدیدے را ایجاد کنند۔ لہذا شیخ احمد احسائی را آمادہ کردند کہ کتب غلات و مفوضہ و صوفیائے شیعہ را بلا امتیاز مطالعہ و حفظ کند۔ چنانچہ حوالہ ہائے ایں کتب در کتاب شرح زیارت او دیدہ می شوند۔

چون شیخ احمد احسائی از مطالعہ کتب شیعہ و غلات و صوفیائے شیعہ فارغ شد و کتب شیعہ و غلات و مفوضہ و صوفیا را حفظ و از سر کرد حکم ماموریت او ہمارے عراق وارد شد او بہ بہانہ زیارت ثنبات عالیات در بیعت علمائے شیعہ در سن ۱۲۱۲ھ داخل عراق شد۔ پس ایں بود سبب اصلی انتقال شیخ باعیال و اطفال از احساء بہ بحرین۔

شیخ احمد احسانی چرا در بصرہ قیام کرد؟

شیخ عبداللہ در شرح احوال پدرش در ص ۲۰ می گوید کہ پس از چندی با عیال و انتقال بہ بحرین انتقال فرمود۔ و چہا رسال اقامت نمود تا آنکہ در شہر رجب از سہ یک ہزار و دویست و دوازده (۱۲۱۲) قاطعہ بہت علی بن ابراہیم جدہ فرزند شیخ عبداللہ و قات یافت۔ پس از وفات وی عزم عتبات نمود پس از مراجعت در بصرہ توقف فرمود و عیال را نیز از بحرین بدانجا ارتحال داد۔ شرح احوال شیخ احمد احسانی ص ۲۰

ازیں عبارت ثابت است کہ شیخ تنہا سفر زیارت عتبات عالیات کرد و اہل و عیال را در بحرین گذاشتہ بود۔ پس از مراجعت در بصرہ توقف فرمود و عیال را نیز از بحرین بدانجا ارتحال داد۔ حالانکہ در نجف و کربلا صحبت مجتہدین عظام و مراجع کرام و علمائے بزرگ شیعہ حاصل می شد۔ و از شرف ملاقات مومنین و زوار شیعہ فرسندی شد۔ لہذا مناسب بود کہ عیال را از بحرین طلبیدہ ہماں جا در کربلا و نجف قیام کند لیکن شیخ عجالتاً از عتبات مراجعت کردہ پس بعد از مراجعت لازم بود کہ یا در بحرین کہ آنجا عیال او بودند برو لیکن شیخ نہ بوطن خویش احساء، احساء رفت نہ بہ بحرین رفت کہ آنجا عیال او بودند بلکہ در مراجعت در بصرہ اقامت گزین شد۔ لہذا ہر کس می تواند کہ پرسد کہ شیخ چرا در بصرہ قیام کرد؟ و چرا عیال را نیز بدانجا ارتحال داد؟ با نظر داشتن ایں امر کہ در آن ایام سرہارن و جوہوز نمایندہ بریطانیہ در بصرہ قیام داشت۔ و کمرانی مفادات حکومت بریطانیہ می کرد۔ و جوہانس بریطانیہ آل سعود در سر اسر عراق سرگرم عمل بودند چنانچہ از تاریخ ثابت است کہ بعد ازیں خواهد آمد۔

گردش شیخ در بسیارے از شہرہائے عراق چرا؟

شیخ عیال خویش را از بحرین بہ بصرہ ارتحال داد و آنہا را آنجا مسکن گزین کرد۔ خود

در گردش شہر ہامصرف شد، چنانچہ حسب تحریر فرزندش شیخ عبداللہ خلاصہ سفر ہائے شیخ در عراق از ص ۲۰ تا ص ۲۱ نیست کہ:

شیخ از کربلا مراجعت کردہ در ۱۲۱۲ھ در بصرہ قیام کرد، پس از چندی از بصرہ بہ ذوق رفت و تا ۱۲۱۶ھ در ذوق ماند۔ و در ۱۲۱۶ھ در بصرہ مراجعت کرد۔ پس از چندی از بصرہ بہ جبارات رفت۔ پس از چندی از جبارات بہ بصرہ مراجعت کرد پس از چندی از بصرہ بہ تنویہ رفت و چندی توقف نمودہ و تنویہ بہ نشوہ کہ غربی ہمیں قریہ است انتقال فرمود و در ۱۲۱۹ھ بہ قریہ صفادہ رحال فرمود و یک سال دریں قریہ توقف نمود۔ مطبوع طبع ہما پیش ہفتاد۔ لاجرم در ۱۲۲۰ھ رحل و عیال را نزد فرزند خویش شیخ علی نہادہ و خود بمصاحبہ فرزند دیگر شیخ عبداللہ مسافرت فرمود و قریہ از قریہ واقعہ بد شعبہ از شعبہ شط فرات موسوم شط الکاکر۔ نازل گشت۔ پس از سہ روز توقف بزوق نشستہ تشریف فرمای سوق اشيوخ شد۔

دریں وقت شیخ محمد تقی فرزند آں بزرگوار ساکن آں محل بود۔ شیخ عبداللہ را محض طلب علم نزد او نہادہ خود تشریف فرمای بصرہ شد و منزلی بہت عیال معین فرمود۔ از پنی ایشان فرستاد پس از ورود ایشان خود عزم زیارت عتبات عالیات فرمود کہ از آنجا بارض اقدس (مشہد مقدس) شرف شود۔ و این ہنگام سال ہزار و دو ہست و ہست و یک (۱۲۲۱ھ) بود۔ چون از سوق اشيوخ عبور فرمود شیخ عبداللہ نیز بایشان ملحق گشت۔ بسماوہ تشریف برد و از آنجا بسائر عتبات عالیات تا دارو کاظمین گشت۔ شیخ عبداللہ را محض تحصیل سوق اشيوخ فرستاد و خود عزیمت زیارت حضرت رضا علیہ السلام فرمود۔ (شرح احوال شیخ احمد حسائی ص ۲۰ تا ۲۲)

ایں است خلاصہ سفر ہائے شیخ از ۱۲۱۲ھ تا ۱۲۲۱ھ۔ در بصرہ، و قریہ ہائے حوالی بصرہ (عراق) و در قریہ ہائے حوالی بصرہ گشت می کرد و پسران او در سوق اشيوخ ساکن بودند۔ ایشان چہ اساکن سوق اشيوخ بودند؟ و چہ اشخ از بصرہ بہ قریہ دیگر و از آں قریہ باز بہ بصرہ و از بصرہ باز بہ قریہ دیگر آیا ایں شان علمائے بزرگ شیعہ است۔ آیا بزرگ علمائے شیعہ ایں طور از

قریب بہ قریہ دیگر گشت می کنند؟ آیا فرزندش آنچہ نوشتہ راست است؟ کہ او اذہجوم انا م واجتماع خاص و عام متفر و منزعہ گشتہ بود۔ آیا کہ آنچہ فرزندش گفتہ صحیح است؟ کہ از آنجا کہ بالطبع از معاشرت انا منفرت تمام داشت ہر وقتی بجائے انتقال میفرمود تا مگر محلی مطبوع یا بدوہر جای از جہتی مناسب نیافتا دلہذا انتقال بجائے دیگر میفرمودہ۔

شرح احوال شیخ احمد احسانی ص ۲۱۔

ہر کہ متخوہد ہمہ گفتہ شیخ عبداللہ یقین کنند و ہر کہ می خواہد ہمہ حملہ جائے سعود ابن عبدالعزیز بر عراق غور کند کہ ماہدائے اطلاع تحقیق کنندگان اقتباسے چند از تاریخ مملکت العربیہ السعودیہ اینجا رقم می کنیم۔

حملہ اول سعود ابن عبدالعزیز بر عراق

در تاریخ المملکت العربیہ السعودیہ حال این حملہ امیر سعود ابن عبدالعزیز بر عراق چنین نوشتہ شدہ است:

”فی شہر رمضان المبارک من ہذہ السنۃ (۱۲۱۲) قام الامیر سعود ابن عبدالعزیز علی راس قوت کبیر۔ جمعاً نواحی نجد و قصد بہا الشمال۔ حیث انا زبھا علی سوق الشیوخ فی العراق و قتل عدداً لا یحصی من اھلھا و انھزم عدد آخر۔ و غرقوا فی الخطم حاکم الامیر بھذا القوۃ السماوہ، فھرة الیہ جوایسہ و انھزمہ بان عربا کثیرة قد اجتمعت فی (الابیش) الماء المعروف قرب السماوہ فوجہ الامیر حیو شدہ انارت علیھا۔ (تاریخ المملکت السعودیہ ص ۶۹)

یعنی امیر سعود ابن عبدالعزیز در رمضان (۱۲۱۲) از نجد لشکر کثیر جمع کردہ بطرف شمال روانہ شدہ و در عراق بر سوق الشیوخ حملہ آور شد۔ و مردمان بے شمار را بہ قتل رسانید، و باقی فرار کردند و در شط فرات غرق شدند۔ بعد ازاں امیر سعود بر سماوہ حملہ آور شد۔ دریں جا جوایس او اطلاع دادند کہ اعراب بسیار در ابیش کہ چشمہ ایست معروف نز سماوہ جمع شدہ

اند پس امیر سعود ابن عبدالعزیز با لشکر خویش بان طرف روانه شد و بر آنها حمله کرد۔

در اینجا این امر مخصوصاً قابل غور است کہ شیخ احمد حسانی ہم در رجب سن ۱۲۱۲ داخل عراق شد۔ شیخ در حوالی بصرہ از قریہ بہ قریہ دیگر گشت می کرد و فرزندانش در شوق السیوخ بودند بسارے از مردم کشتہ شدند و بسیاری از مردم در شط فرات غرق شدند۔ لیکن فرزندان شیخ را کہ در شوق السیوخ بودند خراشے نیامد و جوایتس حکومت سعودیہ ہم دریں جا اطلاع از اجتماع اعراب عراق داند۔ آں جوایتس کے بودند؟ و چنام داشتند؟ مخفی است۔

حمله دوم سعود بن عبدالعزیز بعراق

در ہمیں تاریخ المملكة العربیة السعودیة نوشته شده است کہ:

”فی سنہ ۱۲۱۶ سارا امیر سعود علی راس قوۃ کبیر جمعھا سن نجد والعشار والجوب والحجاز وقھامہ وغیرھا۔ وقصد بها العراق۔ وتمکن جماعۃ من هذا القوۃ من الوصول الی بلدۃ کربلا، فی شھر ذی القعدہ من هذه السنۃ۔ وحاصروھا وتسورو۔ حذرا نھا و دخلوا عنوة و قتلوا اکثر اھلھا فی الاسواق والبیوت و خربوا منھا قرب الظھر و معھم اموال کثیرۃ۔ و ارتحل القوم بعدھا الی الما، المعروف باسم الانیش فجمع سعود والغنائم وعزل مسمھا وقسم الباقی بین جنودہ للراحل سهم والفارس سهمان ثم عاد الی وطنہ“

تاریخ المملكة السعودیہ ص ۷۳

یعنی در سن ۱۲۱۶ امیر سعود ابن عبدالعزیز از نجد و حجاز و قھامہ وغیرہ لشکر بزرگ جمع کرد و بطرف عراق روانہ شد۔ یک حصہ از ین لشکر در ہمیں سال در ماہ ذی القعدہ ہمد کہ بلا حملہ آور شد۔ و شھر کربلا را محاصرہ کرد۔ و دیوارھاے فصیل کربلا را شکستند و در شھر کربلا داخل شدند و در کوچہھا و بازارھا و در خانہھا داخل شدہ قتل عام کردند۔ و اکثر مردم کربلا را بقتل رسانیدند۔ بعد از قتل عام و غارت گری بوقت ظہر از شھر کربلا بیرون آمدند در آنجا یکہ انہا مال کثیر نفیست آوردہ بودند۔ بعد از آن ین لشکر بہ سمت چشمہ معروف کہ اسمش انیش است

روانہ شد۔

در آنجا امیر سعود ابن عبدالعزیز تمام مال غنیمت را یکجا جمع کرد و از آن حصہ خمس برائے خویش جدا کرد و باقی ماندہ مال غنیمت را در لشکر خود برائے پیادہ یک حصہ و برائے سوارہ دو حصہ تقسیم کرد و بعد از آن بوطن خویش بازگشت۔

حملہ سوم سعود ابن عبدالعزیز بر عراق

در ہمیں تاریخ المملکتہ السعودیہ نوشتہ شدہ است کہ:

و فی شہر جمادی الاول سنہ ۱۲۲۳ خراج الامیر سعود بن عبدالعزیز من الدرعیہ بقوات کاملہ استقر ہا من جمیع نواحی نجد۔ والا حصاء والنجوب و وادی الدواسر و بیہ وانیہ والطائف والحجاز و قحطامہ و قصد نواحی العراق و کانت کربلا اول مدینہ وصلیہا۔

تاریخ المملکتہ العربیہ السعودیہ ص ۹۷

یعنی در ماہ جمادی الاول سن ۱۲۲۳ امیر سعود بن عبدالعزیز از درعیہ لشکر بزرگ را از نجد و احصاء و علاقہ ہائے جنوب و وادی دواسر و بیہ وانیہ و طائف و حجاز و قحطامہ و غیرہ جمع کردہ بطرف عراق روانہ شد و اولیہ کربلا حملہ آور شد۔

در اوراق سابق از شرح احوال شیخ نوشتہ ایم کہ شیخ در ۱۲۲۱ بہ بہانہ زیارت امام رضا۔ عراق را ترک گفت و فرزندش شیخ عبداللہ و شیخ محمد تقی را در سوق الشیوخ (عراق) گذاشتند تا آن فرائض را کہ شیخ متحمل آنہا شدہ بود انجام دہند۔ چنانچہ انجام دادند۔ کہ ازین حملہ ظاہر است و این امر ہم ذکر شدہ است کہ در آن ایام سر ہارنورد جونز نمائندہ بریطانیہ در بصرہ قیام داشت و نگرانی مفادات حکومت بریطانیہ می کرد و حاکم بصرہ بود۔ و این امر را ہم در آیندہ خواہید دانست کہ سر ہارنورد جونز و سر جان میلکم انگلیزی و شیخ احمد احسانی در سن ۱۸۰۸ میلادی با ہم در ایران داخل شدند۔

شیخ را در بصره تعلیم فلسفه و تصوف داده شده

اینجا یک امر ذکر کردنی است و آن این است که یکے از آلات تفرقه انداختن انگلیوها ایجادند، پس جدید بود لهذا خواستند که در ایران عقیده توفلیض را بدلائل جدید مستدل کرده رواج دهند و در ایران بین شیعیان تفرقه انداخته وقت آنها را کمزور کنند و در ایران نسل نوجوان گردیده فلسفه و تصوف شده بود و از فلسفه و تصوف عقیده توفلیض را مستدل کرده رواج دادن بسیار آسان بود۔ چنانکه نصاری در باره عیسی امر و مستدل می کنند۔ شیخ احمد احسانی در بحرین علاوہ از مطالعه کتب از فقه و اصول فقه و حدیث و تفسیر و تاریخ مطالعه کتب خلافت و مفسر و صوفیه را نیز کرده و حفظ کرده بود۔ چون عقیده توفلیض را از دلائل فلسفه و تصوف مستدل کردن و آئمه اہل بیت را انجام دہندہ کارہائے ربوبی قرار دادن آسان بود۔ لهذا شیخ احمد احسانی را در بصرہ تربیت فلسفه و تصوف کردہ شد۔ اگرچہ تمام رؤسائے تجزیہ و تابعین و پیروان شیخ ازین امر انکاری کنند کہ در فقه و اصول فقه و حدیث و تفسیر و تاریخ و غیرہ شیخ از بیچ استادے درس خواندہ است، و این ہمہ علوم را در خواب از آئمه حاصل کردہ است۔ لیکن از خواندن عوامل حمد جانی و احمد و میہرز شیخ محمد بن الشیخ محسن اقرار دارند و از تربیت فلسفہ و تصوف در ایام قیام بصرہ ہم با انداز خودشان اقراری کنند۔ چنانچہ رئیس مذہب شیعیہ رکنیہ کرمان در کتاب فہرست کتب مشائخ عظام بعد از نقل کردن رسالہ سیرۃ الشیخ احمد احسانی بخط شریف خود او و بعد از ذکر اینکه او از بیچ استادے درس خواندہ، می گوید کہ بطوریکہ مشاہدہ فرمودید درین مقام مطلقاً ذکر نمی فرمودہ جز ہمانچہ در اول رسالہ فرمودہ اند کہ در ایام طفولیت در نزد شیخ محمد بن الشیخ محسن در قریہ قرین احمد و میہرز عوامل را در نحو خواندہ است۔

بعد ازین می نویسند کہ

ولی صاحب تنبیہ الغافلین روایتی را می نویسند کہ بخط مرحوم عالم فاضل حجۃ السلام

معروف تبریزی رحمہ اللہ ابن مرحوم میرور عالم شہید و حجتہ الاسلام بزرگ مرحوم اخوند ملا محمد تقی
ممقانی کہ اجلہ تلامذہ شیخ اوحدا علی مقامہ بودہ است دیدہ عن روایت ایں است،
”و رایت بخط العالم العامل الفاضل اکمال حجتہ الاسلام المیرزا اسماعیل آقا
التبریزی سلمہ اللہ ماہذ الفظہ“

”عن الشيخ الاوحد الامجد الشيخ احمد الاحصائي اعلى الله مقامه ورفع في الخلد اعلامه انه
”لحقني في البصره من اجل الكمال وكان حاكما في البصره فالتمس الشيخ (ره) منه التدريس في
الحكمة - فامتنع ذلك و اعتذر بانشغاله بامر الحكومة - فالتمس الشيخ (ره) منه بعد ذلك ان
يكتب لي كلمات كلييات من الحكمة تكون وصلة الى المطالب الحكيمه على تبيل الاجمال - فقال: ”
لا تنظر الى الحركات انظر الى المحركات - لا تنظر الى الاسباب انظر الى المسببات - ان
الحيوانات تسير الى الله في سلسلة العرض وترى الجبال تحسبها جبالا وهي تمر مر السحاب“ انتهى -
قال شيخ الاوحد رحمه الله فأنجل بسماع تلك الكلمات من ذلك الرجل اکمال
اکثر المشاكل التي كانت في بالي في المطالب الحكيمه و انفتحت لي طريق السلوك الى الله فقلت
كيف الوصول الى الحق - فقال الحق الدنيا - فخرجت من محبة الدنيا - انقضى حرره اسماعيل بن
محمد عفي مصمما - فهرست کتب مشايخ ص ۱۳۵-۱۳۶

یعنی من از عالم العامل و الفاضل اکمال حجتہ السلام مرزا اسماعیل آقا تبریزی
روایتے نوشتہ شدہ دیدہ ام کہ اولفظہ ایں طور است -

شیخ احمد احصائی می گوید کہ او در بصرہ از مروجے کہ اہل کمال بود ملاقات کرد - و آں
مرد کمال در بصرہ حاکم بود - پس شیخ آں حاکم بصرہ التماس کردہ کہ مرا تعلیم حکمتہ و فلسفہ بکند -
پس آں حاکم بصرہ از بد رئیس فلسفہ انکار کرد و عذر مصروفیت کارہائے حکومتی نمود - پس شیخ از
آں حاکم بصرہ التماس کردہ کہ کم از کم بطور خلاصہ و در اشارات چند کلمات کلیات فلسفہ را بطور
اجمال اورا تعلیم کند، کہ آں با مطالب فلسفہ بطور اجمال رسائی یابد، پس آں حاکم بصرہ بطور

تعلیم گفت کہ حرکات را نہ بینید بلکہ بر حرکات نظر دارید، اسباب را نہ بینید بلکہ مسببات را در نظر دارید، بلاشبہ حیوانات در سلسلہ عرض بسوئے خدا روا اند، و شما کو حصار می بینید کہ در یک مقام جاہد اند۔ حالانکہ آنها مانند سحاب رواں دواں اند۔ شیخ احمد احسائی می گوید کہ چون من از آں مرد کامل یعنی حاکم بصرہ این کلمات را شنیدم اکثر مسائل مشککہ فلسفہ کہ برائے من لایحل بودند برائے من حل شدند و ابواب بسیارے از علوم برائے من مفتوح شدند۔

از آں بعد شیخ می گوید کہ من از آں مرد کامل، درخواست کردم کہ مراد بہت طریق سلوک الی اللہ بفرماید۔ پس من پاؤ گفتم کہ از حق تعالی وصال چہ طور می شود؟ آں مرد کامل جواب داد کہ، الحق الدنیا، یعنی دنیا را ترک کن، پس من از مجلس آں مرد کامل بیرون آمدم و از دل من محبت دنیا یکسر ختم شد۔

بعد از تحصیل فلسفہ و تصوف شیخ احمد احسائی داخل ایران می شود

ازیں بیان مذکورہ بالا ثابت شد کہ شیخ در ایام قیام بصرہ از حاکم بصرہ علم حکمت و فلسفہ و تصوف را حاصل کرد کہ برائے رواج دادن عقیدہ تقویض بطرز جدید بدلائل نو کار آمد بود (چنانکہ نصاریٰ ہم در ایں زمانہ خدا و خالق کائنات و رب بودن عیسے را از ہمیں فلسفہ اثبات و مستدل می کنند) البتہ ایں امر قابل غور است کہ آیا شیخ احمد احسائی خود از حاکم بصرہ درخواست تدریس حکمت و فلسفہ و تصوف کردہ چنانکہ او می گوید۔ یا حاکم بصرہ کہ بقول شیخ حاکم بصرہ در حکمت و فلسفہ و تصوف مرد کامل بود خود شیخ را برائے رواج دادن عقیدہ تقویض و ایجاد مذہب جدید در ایران تعلیم حکمت و فلسفہ و تصوف مائل کرد؟ ایں حاکم بصرہ کہ بود؟ حتماً و یقیناً شیعه نہ بود۔ و یقیناً کسے از اہل بیت و آئمہ اثنا عشر ہم نہ بود۔ چنانکہ شیخ و تابعین او میگویند کہ حکمت شیخ سراسر حکمت آل محمد است کہ خود آنها در خواب آمدہ شیخ را تعلیم کردہ اند و در اوراق سابق از شرح احوال شیخ نوشته شد کہ شیخ در ۱۲۲۱ھ بہ بہانہ زیارت امام رضا عراق را

ترک۔ و فرزندانش شیخ عبداللہ و شیخ محمد تقی را در سوق اشیوخ گذاشته بود تا آنها اسیران را
 کہ شیخ متحمل آتھا شدہ بود انجام دهند۔ چنانچہ ایشان اسیران را انجام دادند کہ از آخرین
 حملہ سعود بن عبدالعزیز ظاہر است و اسیران مرہم ذکر شدہ است کہ در اسیران مرہار فو رو جوڑ
 نمایندہ بریطانیہ در بصرہ قیام داشت و نگرانی مفادات حکومت بریطانیہ می کرد و از جانب
 حکومت بریطانیہ حاکم بصرہ بود۔

و از انسائیکلو پیڈیا بریتانیکا ص ۱۵۲ بت است کہ شیخ در سن ۱۸۰۸ میلادی داخل
 ایران شد و از تاریخ مختصر ایران سر پرسی ساکس ص ۸۶ بت است کہ سر جان میکلم ہم در
 ہمیں سال در ایران داخل شد و از تاریخ مختصر ایران سر پرسی ساکس ص ۸۷ بت است کہ
 سرہار فو رو کہ در بصرہ اقامت داشت ہمساندگی دولت انگلیس در ہمیں سال با ایران
 وار شدہ بہر حال آنچه از ترجمہ شیخ تا اینجا بت شدہ اسیران است کہ از ۱۱۶۶ تا ۱۲۰۸ھ در
 وطن خویش احساء ماندہ۔ در ماحول بے دین، بے خیر از حلال و حرام۔ مثل ایام جاہلیت۔
 و اسیران ایام شیخ بیچ کارے نکرده خواہ بقول تابعین و پیروان او، عزلت گزین بود و در کوه ہاو
 جنگل ہاو صحرا ہامی گزرا نید یا یا محمد بن عبدالوہاب ہمد م وہم ساز بود و با او معاونت می کرد۔
 لیکن آنہا اسیران را ذکر نمی کنند۔ و از ۱۲۰۸ تا ۱۲۱۲ھ بہ بحرین با ثقال و عیال ارتحال نمود۔ چون
 در وطن خویش نحو خواندہ بود شعر می گفت و ادیب شدہ بود۔ لیکن از فقہ و حدیث و تفسیر و تاریخ
 و غیرہ بیچ چیزے نحو اندہ بود، لہذا در بحرین فرستادہ شد تا در کتب خانہ ہائے بحرین کتب فقہ و
 حدیث و تفسیر شیعہ را مطالعہ کردہ از اسیران مذہب آشنائی پیدا کند۔ چنانچہ شیخ کتب اسیران علوم را در
 کتب خانہ ہائے بحرین مطالعہ نمودہ و حفظ کردہ۔ و از ۱۲۱۲ تا ۱۲۲۱ھ در بصرہ و قریہ ہائے
 حوالی بصرہ گشت و اقامت نمود و در اسیران ایام بیچ کتابے نہ نوشتہ و کسے را ہم علم خویش آگاہ نہ کرد
 ۔ البتہ بعد از خواندن فلسفہ و تصوف از حاکم بصرہ در ۱۲۲۱ بہ بہانہ زیارت مشہد داخل ایران
 شد و درین اقامت گزین شد۔

ایں ہمہ مسافرت چرا؟

آقائے ۱۔ خ۔ ایقوانی در کتاب خود ایست شیخی گری می نویسند کہ:

”از جملہ مطالبے کہ برائے نگارندہ حل نهدہ در شرح زندگی شیخ وقت زیادہ ہم بعمل آمدولی چیزی دیگر نهدہ موضوع مسافرت هائے بیحد و معاشرت ادبا حکام و زمامداران وقت بود

اگر ما حساب کنیم بطور قطع بیشتر از نصف عمر او در ہنگام راہ پیمائی و مسافرت سپری شدہ با نبودن وسائل مسافرت و ایں ہمہ طول مسافت بچہ منظوری ۱۰ صحنہ مسافرت می کردہ است۔ و چند سطر بعدی نویسند کہ:

یا زیر پردہ ماموریت دیگری داشتہ و کار دیگری میجو استہ انجام دہد، آندست کہ اورا روی کار او رود و وہاں دست او را در شہر ها میگردانید۔

اقامت شیخ در یزد

شیخ عبداللہ در شرح احوال پدرش می نویسند کہ شیخ عبداللہ را محض تحصیل نیز بسوق اشیرخ فرستادہ خود عزیمت زیارت حضرت امام رضا علیہ السلام فرمود۔ عبورا تشریف فرمائے یزد شد۔ شرح احوال شیخ احمد حسائی ص ۲۲

شیخ عبداللہ می گوید کہ چون علماء و فضلاء یزد ہمگی طریق ارادت پیش گرفته طالب و مائل اقامت آں یزد گوار شدند شیخ وعدہ مراجعت کردہ بہ مشہد رفت و حسب وعدہ پس از ادائے زیارت یزد معاشرت کرد و آنجا اقامت فرمودہ ہنائے دعوت نہاد۔

شرح احوال شیخ احمد حسائی ص ۲۳

مخالفت اکابر یزد سبب ترک اقامت یزد شد

سید کاظم رشتی در کتاب دلیل التحیرین می نویسد کہ:

ولما اشعر عند الناس بعض مطالبه بما هو غیر معروف بقوا للصحیحون بدو یستغربون
دلیل التحیرین ص ۲۳ منہ۔

یعنی چون بعض مطالب شیخ کہ نزد اہل یزد غیر معروف بودند ایشان بر آں شور و غوغا
و آں مطالب را عجیب و غریب شمرند۔

شیخ قبل از یں قیام یزد آغاز تبلیغ مذہب خویش و عقائد و نظرات خویش نکرد و بود مگر
بعد از آنکہ سید کاظم رشتی در یزد دہا و ملتحق شد و برائے امرے خویش اہلی دریافت کرد، چنانچہ شیخ
عبداللہ در شرح احوال او ذکر وجہ اولین سفر شیخ می نویسد۔

”تا مگر اہلی برائے امر خویش جوید۔ پس چون شیخ برائے امر خویش اہلی بصورت
کاظم رشتی دریافت کرد۔ شیخ تبلیغ مذہب خویش و عقائد و نظرات خویش را آغاز کرد۔

ہمیں کہ او تبلیغ مذہب جدید خویش و عقائد و نظرات خویش را آغاز کرد۔ اہل یزد
مخالفت تعلیمات او شدند، و او مجبور شد کہ اقامت یزد ترک کند۔ چنانچہ رئیس مذہب شیعیہ رکنیہ
کرمان در کتاب ”فہرست کتب مشائخ“ می نویسد۔

”و بطوریکہ در ہدایت الطالبین مرقومہ مدارند سبب حرکت ایشان از یزد دو گمانی بود
کہ از بعض اکابر یزد پیدا کردند و رنجیدہ خاطر شدند و در خواب خدمت حضرت امیر علیہ السلام
رسیدند کہ امر بحرکت بسوی عتبات عالیات فرمودند۔ فہرست کتب مشائخ ص ۱۶۷

سفر زیارت شیخ یاسر پوش برنامہ آئندہ

اگر در شرح زندگی شیخ ہدقت نظر کنیم می بینیم کہ ہر سفر زیارت شیخ سر پوش برنامہ

آئندہ بودا ظہار آں را بایں طوری کرد کہ امام علیہ السلام اور امر فرمودہ است۔ لیکن شیخ از احساء بہ بحرین ارتحال نمود ۴ سال قیام کرد و عقیقتش ندیدہ و از بحرین بمائے زیارت عتبات عالیات رفتہ و در مراجعت در بصرہ ۹ سال قیام کرد و بہ بحرین یا احساء مراجعت نہ کرد و از بصرہ بہ بہانہ زیارت مشہد داخل ایران شد و درین ۸ سال قیام کرد و بصرہ را باز ندید۔ و چنانکہ پیش ازین نوشتہ شد ازین وہم بحکم امیر المومنین بمائے زیارت عتبات عالیات سفر کردہ لیکن در کرمان شاہ تا ۱۰ سال قیام کردہ حالانکہ درین مردم از نظرات و مخالف شدند و شور و غوغا کردند۔ و بوجہ دگرانی و رنجش مردم آنجا، بزور ترک کرد، لیکن شیخ می گوید کہ امیر المومنین حکم فرمودہ بمائے زیارت عتبات لیکن شاہزادہ محمد علی میرزا والی کرمان شاہ را کے خبر دادہ کہ بمائے استقبال او آمد و بمائے اقامت کرمان شاہ اصرار نمود۔

آقائے لیقوانی در تحت عنوان ۶۱ نھمہ مسافرت چہا؟ می نویسند کہ یا زیر پرودہ ماموریت و گیری داشتہ و کار و گیری بنحو استہ انجام دہند، آندست کہ او را روی کار او رود بود ہماں دست او را در شہر ہامی گردانید۔
لغت شیخی گری ص ۳۳

استاذہ شیخ احمد احسانی

شیخ حسب تحریر خود در سن پنج سالگی از قرأت قرآن فارغ شد و در قریہ کہ نزدیک مطیرف بود و نامش قرین بود و شیخ محمد بن شیخ محسن عوالم و احمد میہ در نحو خواند و در زمانہ قیام بصرہ از ۱۲۱۲ھ تا ۱۲۲۱ھ از حاکم بصرہ اسباق فلسفہ و حکمت و تصوف و عرفان و سلوک آموخت لیکن شیخ در فقہ و اصول فقہ و حدیث و تفسیر و احکام از بیچ عالم درس خواندہ نہ از بیچ عالم سنی نہ از بیچ عالم شیعہ۔

و مطابق دعوائے خود شیخ دریں علوم او استاد سے ندیدہ بلکہ در خواب آئمہ اطہار را می طلبید یا خدمت ایشان می رفت و ہر مسئلہ کہ می خواست می پرسید۔ یعنی او تمام علوم را از

الہام گرفتہ است چنانچہ می گوید

”و کنت فی تلك الحال - دائما - ارئی منامات، وھی الہامات“

سیرۃ الشیخ احمد الاحسانی ص ۱۹

یعنی من دائما دریں حالت بودم کہ خواب می دیدم و این خواب ہا الہام بودند۔
و سید کاظم رشتی شاگرد ارشد شیخ در بارہ علوم اومی گوید: ”ولا ھک انہ من لدن رب
الارباب“۔

یعنی ما را دریں ہیچ شک نیست کہ این تمام علوم شیخ علم لدنی و من جانب رب
الارباب بودند۔ دلیل المتخیرین ص ۲۱

و شیخ عبداللہ در شرح احوال شیخ احمد احسانی چنین می نویسند: ”خلاصہ رویای آں والا
مقام بہ سبیل کشف و الہام بود نہ اضغاث احلام و در مقام خدمت ہر یک از آئمہ اطہار علیہم
السلام کہ می خواستند می رسیدند ہر مسئلہ کہ مشکل یا مشتبہ بودی پرسیدند و جواب کافی و شافی با
اقسام اولہ و براہین میفرمودند، کہ ابد احتیاج بہ رایعہ و مطالعہ کتب نبود و اگر احیاناً رجوع
میفرمود بعضیہا ہاں بود کہ در خواب آزمودہ بود۔“ شرح احوال شیخ احمد احسانی ص ۱۷

لیکن ازین حقیقت ہم انکار نمی کرد کہ شیخ از ۱۲۰۸ھ تا ۱۲۱۲ھ در بحرین قیام کردہ و
در کتب خانہ ابن ابی جہور احسانی مطالعہ کتب فقہ و اصول فقہ و حدیث و تفسیر و فلسفہ و تصوف و
دیگر علوم کردہ و حفظ کردہ بود۔ لہذا برائے آنکہ می خواست کہ او بہ مریدان و تابعین خویش
ظاہر کند کہ او تمام علوم دین را بذریعہ وحی و الہام گرفتہ است و آئمہ اطہار او را در خواب درس
دادہ اند و دریں ہیچ امکان غلط نیست تا آنچہ را کہ او میگوید بے چوں و چرا قبول کنند۔ ہم چنین
رکنس مذہب شیعیہ رکنیہ کرمان در کتاب ہدایت الطالبین می نویسند کہ:

”و در میان ما معلوم و آشکار است کہ بہ شیخ عرض کردند کہ اگر دست ما ہما نزد اخذ

این علم را از کہ بکنیم فرمودند بگیریدا رسید کاظم چہا کہ او از من علم را مشافہتہ آموختہ است و من از

آئینہ خود مشافہہ آموختہ ام وایشاں بے واسطہ کس از خدا آموختہ اند۔

ہدایت الطالبین ص ۷۱

دریکس مذہب شیخہ احتقانیہ کویت مرزا حسن الحارثی الاثقالی در کتاب بین السائل والنجیب می نویسد۔

ماہلم للشیخ اساتذہ تلمذ عندهم واللہ العالم "الدین بین السائل والنجیب ص ۱۱۰
یعنی مافی وانیم کہ شیخ نزد کسی تلمذ کردہ باشد واللہ العالم یعنی تمام تابعین شیخ اس
عقیدہ دارند کہ شیخ در این علوم، بیچ استاد و سید و نزویج استاد و انوائے تلمذ طے نہ کردہ و تمام
علوم او از وحی و الہام گرفتہ شدہ است۔

قیام کرمان شاہ و تالیف کتب فلسفہ و کلام

شیخ عبد اللہ در شرح احوال شیخ احمد احسائی می نویسد کہ شیخ در سن ۱۲۲۹ھ حسب
خوانش شاہزادہ محمد علی میرزا در کرمان شاہ و اروشد، چنانچہ اومی نویسد کہ۔
"پس آں بزرگوار خوانش وی را قبول و پس از دو روز شہر نزول فرمود و ایں وقت
دویم شہر رجب از سال ہزار و دو ہست و بہت و نہ (۱۲۲۹) ہجری بود۔

شرح احوال شیخ احمد احسائی ص ۳۵

شیخ در ایام اقامت کرمان شاہ و در زیر چتر حمایت شاہزادہ محمد علی مرزا از ہرشی
مستغنی و از ہمعہائے فراواں بہرہ اندو شد چنانچہ فرزندش در شرح احوال اومی نویسد کہ:
"و چند سال دیگر نیز با نہایت جلال و فراغت بال زیست فرمود تا اینکه شاہزادہ محمد
علی میرزا بہ رحمت ایزدی بہ بوست، پس از وی تمامی ہمعہای آں بلد روی بہ نقصان و زوال آورد
کہ کو پیام تمام بوجود و بوست بود۔" شرح احوال شیخ احمد احسائی ص ۳۶

شیخ عبد اللہ آنچہ برائے نقصان و زوال ہمعہائے آں بلد نوشتہ است کہ کو یا "تماماً

بوجود آوے ہو، درحق پدرش کاملاً درست است چوں ہمہ نعمتھائے اود جلالت و فارغ الہالی
اوستما بوجد او بستہ بود، چوں شاہزادہ محمد علی مرزا بہ رحمت ایزدی پیوست ہمہ نعمتھائے او
روئے بہ زوال آورد۔

وچوں شیخ احمد احسانی رسالہ صومیہ در جواب شاہزادہ محمد علی میرزا دولتشاہ در احکام
روزہ بطور تفصیل بتاریخ ۶ رجب ۱۲۳۶ نوشتہ است۔ لہذا ہمتا شاہزادہ محمد علی مرزا در سن
۱۲۳۶ زندہ بود و تقریباً در سال ۱۲۳۷ھ وفات یافت و بعد از او اقامت شیخ در کرمانشاہ
مشکل شد لہذا عزم زیارت حضرت امام رضا کرد تا مرکز دیگر تلاش کند۔

لیکن شیخ عبداللہ در شرح احوال پدرش چنین می نویسد ”الغرض در سال دوم پس از
وفات تمامی بلاد ایران را و پاہدت فرا گرفت۔ در ایں اوقات آں بزرگوار عزیمت زیارت
حضرت امام رضا علیہ السلام ارتحال فرمودہ تشریف فرمائے قم گردید و از انجلیق وین و از آنجا
طہران و در شاہ عبدالعظیم منزل فرمود۔ شرح احوال شیخ احمد احسانی ص ۳۶

تکفیر شیخ در قزوین

از ایں تحریر شیخ عبداللہ ثابت شد کہ شیخ احمد احسانی تقریباً در سال ۱۲۳۸ھ عزیمت
زیارت حضرت رضا (ع) کرد و در اثناے راہ وارد قزوین شد، و قزوین ملا محمد تقی برغانی بعد از
سوال و جواب از شیخ در مسئلہ میعاد شیخ احمد احسانی را تکفیر کرد و فتوائے کفر برائے او صادر کردہ۔
مگر کاظم رشتی در کتابش و شیخ عبداللہ در کتابش شرح احوال شیخ احمد احسانی ایں واقعہ
تکفیر شیخ را ذکر نہ کردہ اند و از طرف سائر علمائے ایران عزت و احترام شیخ را ہدیت بیان کردہ
اند۔ لیکن چوں تکفیر شیخ منتشر و مشہور شد، برائے رؤسائے شیخیہ ممکن نہ اند کہ ایں واقعہ تکفیر را خفا
کند۔ چنانچہ رئیس مذہب شیخیہ رکنیہ کرمان در کتاب فہرست مشائخ عظام می نویسد کہ:
”تا یکی دو سال باخر حیات ایشان ماندہ بود و قضیہ عجیبی پیش آمد کہ از بزرگ

ترین امتحانات خداوند عالم جل شانہ دریں آخر الزمان بود۔

کتاب فہرست مشائخ عظام ص ۱۵۱-۱۵۲ ط ۳

بعد از ایں می گوید کہ:

و آں قضیہ حکایت تکفیر شیخ ہز رکوار بود کہ در شہر قزوین حادث شد۔

کتاب فہرست مشائخ عظام ص ۱۵۱-۱۵۲ ط ۹

و بعد از ایں می گوید کہ:

چیزی کہ مسلم است و قابل انکار نیست و از مجموع روایات مختلفہ پیدا است، ہمانا مسئلہ تکفیر است کہ قطعاً واقع شدہ و در مکتب اول آں مرحوم ملا محمد تقی بر نمائی معروف بشہید ثالث بود۔ کتاب فہرست مشائخ عظام ص ۱۵۱-۱۵۲ ط ۱۹۲۱۶

چون شیخ عبداللہ فرزند شیخ احمد احسانی در شرح احوال پدرش تاریخ وفات شیخ را باین طور نوشتہ است کہ ”جہان فانی را وداع و قرب جوار پروردگار را اختیار فرمود و در روز یک شنبہ بدست و کیم شہر ذی قعدۃ الحرام ۱۴ سال یک ہزار و دویست و چہل و یک (۱۲۴۱) ہجری

شرح احوال شیخ احمد احسانی ص ۴۰

و چون حسب تحریر رئیس مذہب شیخیہ در کتاب فہرست مشائخ عظام واقعہ تکفیر در قزوین وقتی پیش آمد کہ یکی دو سال باخر حیات ایشان مانده بود و لہذا واقعہ تکفیر شیخ تقریباً در سن ۱۲۳۸ھ پیش آمد۔

و چون شیخ عبداللہ در شرح احوال پدرش مراجعت شیخ را در کرمان شاہ چہنیں می نویسد کہ:

”و از دہم ماہ شوال بکرمانشاہ ارتحال فرمود و یک سال نیز اقامت نمود و عازم بجاورت عتبات عالیات گردید۔“ شرح احوال شیخ احمد احسانی ص ۳۸

لہذا از ایں حساب اقامت شیخ در کرمان شاہ از دو رجب سن ۱۲۳۹ھ تا شوال

۱۲۳۹ھ می باشد و آخرین کتابی که در ایام اقامت کرمان شایسته شد جواب شیخ یعقوب و اقوال سائر حکما است که تاریخ تحریر آن در کتب مشایخ برص ۲۳۸، ۸ شعبان ۱۲۳۹ نوشته شده است۔

پس حقایقی که تا اینجا نوشته شد که شیخ در کرمان شاه از سن ۱۲۲۹ھ تا سن ۱۲۳۹ھ اقامت نموده و همه کتاب حکمت و فلسفه و کلام در زمانه اقامت کرمانشاه در زیر چتر حمایت شاهزاده محمد علی میرزا نوشته است و دوباره این کتب فلسفه و حکمت شیخ در ترجمه خود که بخط خود نوشته است چنین می نویسد که:

”و از اردت ان تعرف صدق کلامی فانظر فی کتبی الحکمیة فانی من اکثر هانی اغلب المسائل خالفت جمل الحکماء المعظمین“ سیرة الشیخ احمد الاحسانی ص ۲۰ تا یکی دو سال با خر حیات ایشان مانده بود و قضیه عجیبی پیش آمد که از بزرگ ترین امتحانات خداوند عالم حل شاندرین آخر ازمان بود“۔

کتاب فهرست مشایخ عظام ص ۱۵۱ سطر ۲-۳

بعد از این می گوید که:

و آن قضیه حکایت تکفیر شیخ بزرگوار بود که در شهر قزوین حادث شد۔

کتاب فهرست مشایخ عظام ص ۱۵۱ سطر ۹

و بعد از این می گوید که:

چیزی که مسلم است و قابل انکار نیست و از مجموع روایات مختلفه پیدا است، همانا مسئله تکفیر است که قطعاً واقع شده و در مرکب اول آن مرحوم ملا محمد تقی بر نمائی معروف شهید ثالث بود۔ کتاب فهرست مشایخ عظام ص ۱۵۱ سطر ۱۶ تا ۱۹

چون شیخ عبداللہ فرزند شیخ احمد احسانی در شرح احوال پدرش تاریخ وفات شیخ را باین طور نوشته است که ”جهان فانی را وداع و قرب جوار پروردگار را اختیار فرمود و در روز یکشنبه

پست و کیم شهر ذی قعدة الحرام از سال یک هزار و دویست و چهل و یک (۱۲۴۱) هجری

شرح احوال شیخ احمد احسانی ص ۴۰

و چون حسب تحریر رئیس مذهب شیعه در کتاب فهرست مشایخ عظام واقعه تکفیر در قزوین و قیام پیش آمد که یکی دو سال با خر حیات ایشان ماند و بود و لهند واقعه تکفیر شیخ تقریباً در سن ۱۲۳۸ هجری پیش آمد.

و چون شیخ عبدالله در شرح احوال پدرش مراجعت شیخ را در کرمان شاه چمنس می نویسد که:

”دوازدهم ماه شوال بکرمانشاه ارتحال فرمود و یکسال نیز اقامت نمود و عازم مجاورت نقبات عالیات گردید.“
شرح احوال شیخ احمد احسانی ص ۳۸ ”تا یکی دو سال با خر حیات ایشان ماند و بود و قضیه عجیبی پیش آمد که از بزرگ ترین امتحانات خداوند عالم جل شانته درین آخر الزمان بود.“

کتاب فهرست مشایخ عظام ص ۱۵۱ سطر ۲-۳

بعد از این می گوید که:

و آن قضیه حکایت تکفیر شیخ بزرگوار بود که در شهر قزوین حادث شد.

کتاب فهرست مشایخ عظام ص ۱۵۱ سطر ۹

و بعد از این می گوید که:

چیزی که مسلم است و قابل انکار نیست و از مجموع روایات مختلفه پیدا است، همانا مسئله تکفیر است که قطعاً واقع شده و در مرکب اول آن مرحوم ملا محمد تقی بر نمانی معروف به شهید ثالث بود.

کتاب فهرست مشایخ عظام ص ۱۵۱ سطر ۱۶ تا ۱۹

چون شیخ عبدالله فرزند شیخ احمد احسانی در شرح احوال پدرش تاریخ وفات شیخ را باین طور نوشته است که ”جهان فانی را وداع و قریب جوار پروردگار را اختیار فرمود و در روز یکشنبه

پست و کیم شهر ذی قعدة الحرام از سال یک هزار و دویست و چهل و یک (۱۲۴۱) هجری

شرح احوال شیخ احمد احسانی ص ۴۰

و چون حسب تحریر رئیس مذهب شیعه در کتاب فهرست مشایخ عظام واقعه تکفیر در قزوین و قیام پیش آمد که یکی دو سال با خر حیات ایشان ماند و بود و لهند واقعه تکفیر شیخ تقریباً در سن ۱۲۳۸ هجری پیش آمد.

و چون شیخ عبدالله در شرح احوال پدرش مراجعت شیخ را در کرمان شاه چمنس می نویسد که:

”دوازدهم ماه شوال بکرمانشاه ارتحال فرمود و یکسال نیز اقامت نمود و عازم مجاورت نقبات عالیات گردید.“
شرح احوال شیخ احمد احسانی ص ۳۸ ”تا یکی دو سال با خر حیات ایشان ماند و بود و قضیه عجیبی پیش آمد که از بزرگ ترین امتحانات خداوند عالم جل شانته درین آخر الزمان بود.“

کتاب فهرست مشایخ عظام ص ۱۵۱ سطر ۲-۳

بعد از این می گوید که:

و آن قضیه حکایت تکفیر شیخ بزرگوار بود که در شهر قزوین حادث شد.

کتاب فهرست مشایخ عظام ص ۱۵۱ سطر ۹

و بعد از این می گوید که:

چیزی که مسلم است و قابل انکار نیست و از مجموع روایات مختلفه پیدا است، همانا مسئله تکفیر است که قطعاً واقع شده و در مرکب اول آن مرحوم ملا محمد تقی بر نمائی معروف شهید ثالث بود.

کتاب فهرست مشایخ عظام ص ۱۵۱ سطر ۱۶ تا ۱۹

چون شیخ عبدالله فرزند شیخ احمد احسانی در شرح احوال پدرش تاریخ وفات شیخ را باین طور نوشته است که ”جهان فانی را و دایع و قرب جوار پروردگار را اختیار فرمود و در روز یکشنبه

پست و کیم شهر ذی قعدہ الحرام ۱۴ سال یک هزار و دویست و چهل و یک (۱۲۴۱) هجری

شرح احوال شیخ احمد حسائی ص ۴۰

و چون حسب تحریر رئیس مذهب شیعیه در کتاب فہرست مشائخ عظام واقعہ تکفیر در قزوین و تبقی پیش آمد کہ یکی دو سال باخر حیات ایشان ماندہ بود و لہذا واقعہ تکفیر شیخ تقریباً در سن ۱۲۳۸ھ پیش آمد۔

و چون شیخ عبداللہ در شرح احوال پدرش مراجعت شیخ را در کرمان شاہ چمنس می نویسد کہ:

”دوازہم ماہ شوال بکرمانشاہ ارتحال فرمود و یکسال نیز اقامت نمود و عازم بجا و رت عتبات عالیات گردید۔“

شرح احوال شیخ احمد حسائی ص ۳۸

یعنی چون ارادہ کنی کہ صداقت کلام مرادانی پس در کتب حکمت و فلسفہ منظر کن چہ کہ من در اکثر انہا در اغلب مسائل مخالفت جلیل القدر حکماء متکلمین کردہ ام۔
و مراد شیخ از جلیل القدر حکماء ملا صدرا و غیرہ و از جلیل القدر متکلمین از شیخ محمد یعقوب کلینی و شیخ صدوق و شیخ مفید و از شیخ طوسی گرفته تا علامہ مجلسی تمامی علمائے بزرگ شیعیہ می باشند۔ و تاریخ تحریر این کتب در آخر آنہا نوشتہ شدہ است کہ بمطابق فہرست کتب مشائخ عظام بقراردیل است۔

۱۔ شرح زیارت جامعہ ۱۰ ربیع الاول ۱۲۳۰ھ

۲۔ شرح علی الحکمۃ العرشیہ ۲۷ ربیع الاول ۱۲۳۶ھ

۳۔ شرح علی المشاعر و رقوۃ الحمد حکمۃ ۲۷ صفر ۱۲۳۳ھ

۴۔ شرح علی الرسالة العلمیہ ۱۵ ربیع الثانی ۱۲۳۰ھ

۵۔ شرح فوائد فی الحکمۃ ۹ شوال ۱۲۳۲ھ

۶۔ جواب شیخ یعقوب و سایر حکماء ۸ شعبان ۱۲۳۹ھ

پس چوں شیخ از ۱۲۲۹ھ تا ۱۲۳۹ھ در کرمان شاہ اقامت داشت لہذا ایں ہمہ کتب حکمتہ و فلسفہ و کلام و در زمانہ اقامت کرمان شاہ نوشتہ شدند و تالیف و تصنیف شدہ بودند۔ و از ایں بیان شیخ از ایں امر ہم ثابت شد کہ شیخ ایں ترجمہ خویش را برائے مریدان خود بعد از ۱۲۳۹ نوشتہ است تا ایساں را ہمہ اند کہ تمامی علمائے شیعہ غلط و باطل نوشتہ اند و چون من در ایں کتب فلسفہ و حکمت و کلام از وحی و الہام و تسبیح آمندہ اظہار و تعلیم ایساں نوشتہ ام لہذا عقائد و نظرات کہ من در ایں کتب نوشتہ ام صحیح اند و در ایں امکان غلط نیست۔

مہاجرت از ایران و مجاورت کر بلا

بعد از وفات شاہزادہ محمد علی مرزا دولت شاہی فارغ البالی و جمعہائے شیخ رو بہ زوال آمد کہ شیخ آں زوال شہر کرمان شاہ منسوب می کند۔ ممکن است کہ اہل کرمان شاہ ہم مثل اکابرین یزد مخالف شیخ گشتہ باشند۔

لہذا شیخ برائے تلاش جائے دیگر کہ برائے اقامت او مناسب باشد بہ بہانہ زیارت امام رضا رخت سفر بست و از کرمانشاہ ارتحال کردہ آمد و از قم بہ قزوین و از آنجا بہ طہران و شاہ عبدالعظیم منزل کرد و بعد از آں شیخ عبداللہ می نویسد کہ:

”تمام اہل بلاد بعلت و با متفرق در جہاں بودند پس از چہار روز حرکت فرمودہ روانہ طوس گردید و از آنجا بہ ہرودت شریف بر ددریں وقت و با در قافلہ ایساں پدید آمد و جمعی از زوار و اتباع آں بزکوار را احلاک نمود“ شرح احوال شیخ احمد حسائی ص ۳۷

غرض از و با و دشواری هائے دیگر ممکن نہ شد کہ جائے برائے اقامت خویش انتخاب کند۔ البتہ از ہر جا کہ می گذشت حاکم آں موالات برائے استقبال او پیش می آمد۔ چنانچہ در تربت حاکم آنجا محمد خان پسر اسحاق خان استقبال نمود۔ و در طلبس حاکم آنجا علی نقی خان پسر میر حسن خان، استقبال نمود، چون راہ را بلوچ گرفتہ بودند و عبور دشوار بود۔ لہذا علی نقی

خان حاکم طلبیس پر عزم خویش مراد علی را با انضمام یکصد نفر سوار و دو ہست نفر پیادہ تا دارالعبادۃ
ہیں و ہمراہ نمود۔“ شرح احوال شیخ احمد احسانی ص ۱۳۷

شیخ عبداللہ در شرح احوال پدرش واقعہ تکفیر شیخ را قطعاً ذکر نہ کردہ و مصیبت و ہاد
وشواری ہائے دیگر را ذکر کردہ و در ثنائے راہ احترام فوق العادۃ علماء و رطوس و ہین دو اصفہان را
بیان کردہ و آخری کوید۔

”الغرض روز دوا زوہم ماہ شوال بکرمانشاہ ارتحال فرمود۔ و یک سال نیز اقامت
نمودہ عازم مجاورت عتبات عالیات گردید“ شرح احوال شیخ احمد احسانی ص ۳۸
در آنحالیکہ شیخ عبداللہ دریں سفر زیارت ہمراہ پدر بودہ چنانکہ از شرح احوال
پدرش ثابت است کہ چون شیخ بر اصرار اہل اصفہان برائے ماہ صیام ارادہ اقامت در اصفہان
کردہ بود لہذا شیخ عبداللہ را از اصفہان روانہ کرمانشاہ کرد۔ چنانچہ شیخ عبداللہ در شرح احوال
پدرش می نویسد کہ:

”بر اصرار افز و دند کہ ہر گاہ این ماہ را توقف شود کمال تلطف است لا حرج عیال و
انتقال جز لوازم اقامت صحابہ شیخ عبداللہ روانہ کرمانشاہ فرمود“

شرح احوال شیخ احمد احسانی ص ۳۸

امروز از تابعین شیخ کسے نیست کہ از واقعہ تکفیر شیخ در قزوین آگاہ نباشد ہر کس از
آنہامی داند کہ تکفیر کنندہ او آقائے محمد تقی برغانی بودند کہ خود را اہل علم و افتہ می دانستند و موضوع
تکفیر معاد جسمانی بود کہ شیخ منکر آن بودہ۔ چنانچہ مرزا ابوالقاسم خاں در کتاب فہرست مشائخ
عظام می نویسد کہ:

چیزی کہ مسلم است و قابل انکار نیست و از مجموع روایات مختلفہ پیدا است ہمانا
مسئلہ تکفیر است کہ قطعاً واقع شدہ و مرکب اول آن مرحوم ملا محمد تقی برغانی معروف بشہید
ثالث بود۔ کتاب فہرست مشائخ عظام ص ۱۵۱

لیکن شیخ عبداللہ در شرح احوال پدرش دریں راہ بہ ذکر و با احترام فوق العادہ شیخ از طرف علماء و استقبال حاکم تربت و طلبیس اکتفا کردہ۔ واقعہ تکفیر شیخ را بیان نہ کردہ۔ لہذا اقریبہ می گوید کہ ایں ذکر احترام فوق العادہ شیخ از طرف علماء و استقبال حاکم تربت و طلبیس برائے اخفاء و پردہ پوشی ایں واقعہ باشد۔ بہر حال شیخ ازیں سفر مراجعت نمودہ تا آں وقت در کرمان شاہ اقامت کرد کہ از جانب آقایان شیخ حکم دیگر صادر نہد۔ چون آقایان او حالت ایران را مشاہدہ کردہ بوند۔ لہذا ایشان شیخ را برائے عراق مامور کردند او بہ بہانہ مجاورت غنات بکر بلا ارتحال نمود۔

معمر کہ تکفیر شیخ در کر بلا

شیخ عبداللہ اولین کسے است کہ بعد از وفات پدرش ترجمہ شیخ را نگاشتہ لیکن او واقعہ تکفیر شیخ را در قزوین بیان نہ کردہ و برائے اخفا کردن و پوشیدہ داشتن ایں واقعہ احترام فوق العادہ علمائے تمام شہر حائے ایران را بیان کردہ است۔

سید کاظم رشتی شاگرد شیخ کہ جانشین اول اومی باشد ہم واقعہ تکفیر شیخ در قزوین را اخفا کردہ و قطعاً بیان نہ کردہ۔ وہماں طور کہ شیخ عبداللہ در شرح احوال پدرش نوشتہ بود۔ کاظم رشتی نیز احترام فوق العادہ علمائے تمام شہر حائے ایران را شدت بیان کردہ تا ثابت کند کہ او از ایران بہ سلامت رفتہ۔ چون سید کاظم رشتی کتاب دلیل المتحیرین را در جواب سائلے نوشتہ است کہ از ہندوستان از تکفیر شیخ سوال کردہ بود لہذا او دریں کتاب کوشش کردہ کہ ایں سائل ہندوستان را بہمہماند کہ شیخ کافر نہ بودہ بلکہ در ایران تمام علماء احترام اومی کردند۔ لیکن چون شیخ ارادہ اقامت کر بلا کرد علماء و مجتہدین و مراجع آنجا ہم او حسد کردند، و آں مخالفت ہا را بیان کردہ است کہ در کر بلا با خود شیخ و علماء و مجتہدین کر بلا واقع شدہ بود۔ چنانکہ رئیس مذہب شیخیہ احتقانیہ کویت مرزا حسن الاسکوئی الحارثی الاحقانی در کتاب خود الدین بین المسائل و

المجیب می نویسند کہ:

وقصہ اعلیٰ اللہ مقامہ وقصہ تلامیذہ مع الخافین طویلہ عریضہ فمن اراد الاطلاع علیہا
مفصلاً مشروحاً فعلیہ بکتاب دلیل المتحرین الذی الفہ تلمیذہ الارشد السید کاظم رشتی۔

الدین بین المسائل والمجیب ص ۱۱۶

یعنی قصہ شیخ احمد احسانی و شاگردان او با مخالفین طویل و عریض است پس ہر کس
کہ می خواہد کہ ازین مخالفتها مفصلاً و مشروحاً اطلاع یابد او را باید کہ کتاب دلیل المتحرین را
مطالعہ کند کہ شاگرد ارشد اوسید کاظم رشتی آن کتاب را تالیف کردہ است۔

اکنون می بینیم کہ سید کاظم رشتی در دلیل المتحرین چہی گوید۔ اوزیر عنوان ”صدور
مبادی الاختلاف می نویسند کہ: ”واعلم انہ لما تکررت زیارۃ الشیخ المرحوم للجناب المشرفات و
رجوعہ الی مسکنہ الذی ہو کرمانشاہاں کانت مازۃ الخلاف خلدہ و عیوان الخفاق رائدۃ
والاسن بفضل ذالک الجناب ماطقہ۔“ دلیل المتحرین ص ۳۸

یعنی باید دانست کہ تا آن وقت کہ شیخ مرحوم در کرمان شاہ اقامت داشت و درائے
زیارت عتبات مکرر می آمد و با زمی گشت، آتش مخالفت خاموش بود و چشمہ ہائے نفاق خشک
بودند و زبا نہا در فضل آنجناب کو پا بودند۔

سید کاظم رشتی ازین بیان می خواہد کہ ہاں سائل ہندی مہماند کہ تا وقتیکہ شیخ ارادہ
اقامت کر بلا نہ کردہ ہمہ علماء و مردم ایران و عراق در فضل آنجناب رطلب اللسان بودند اکنون
می بینیم کہ کاظم رشتی آن سائل ہندی را چہ طور مطمئن می کند۔ چنانچہ اومی گوید:

”قلما استقر بہ الجلو س بعد مدۃ لیسرہ تحرک اهل الشقاق والذین فی قلوبہم مرض
الدفاق وعدم الوفاق معہ آل اللہ اهل الاتفاق اتوا الی جناب السید المصطفی السید مصدی ابن
المرحوم المیرور المعتمد المیر سید علی محمد اللہ بھترانہ و اوصلہ الی دار رضوانہ و شہولہ و
اتوا بعض العبارات الحمد و ثناء الاول والاخر والوسط والعبارات التی لانس للحم بھاد لاہرمہ للحم

با صلاحتھا فذکرہ الہ غیر المراد و الظہر و الضمائر المستکنہ فی القوادخ و علی دنیا ہم الدنیہ“
دلیل المتحیرین ص ۳۸

یعنی چون قیام شیخ استقرار یافت بعد از مدت بسیر اہل شقاق (یعنی تمام شیعہ
علمائے اعلام و مجتہدین عظام و شیعیان کربلا) کہ در دلہائے آنہا مرض نفاق بود و با آل اللہ
اہل اتفاق موافق نہ بودند و حرکت آمدند و جزو جناب سید السید محمدی ابن المرحوم
المیر و المصنوع رسید علی (صاحب ریاض) رفتہ آنہا را در شبہ انداختند و بعض عبارت ہائے
شیخ را بخدمت ایشان پیش کردند کہ ایشان از آنہا مانوس نہ بودند و از اصطلاح آنہا معرفت
نداشتند پس ایشان بخدمت سید محمدی مطالب آن عبارت ہا را چنین بیان کردند کہ
آں مراد شیخ نہ بود و ضغائن را کہ در دلہائے ایشان نہفتہ بود و ظاہر کردند خوف اینکہ دنیا
آنہا را شیخ نہ باید بود و صفحہ بعدی کوید کہ:

والناس اهل الشر و المفسد طلبون الفتنة و يحبون وقوع الحجة ربما يصيبهم بعض
المنال الدنيوي و العرض الزائل الذي ماله الخسران و عاقبتهم الحرمان فلما اظهر جناب السيد
الاعراض و تقوى الكلمات لم تناسبه زاو في كلماته كلمات و عبارات و شعر و هائين العوام و
نشر و هاء عند الطعام ثم رت مارة الفتنة و حاجت اعصار الحجة و شعر و اعند الخلق من العوام من
الرجال و النساء ان الشيخ احمد قد كفر“
دلیل المتحیرین ص ۴۰

یعنی مردم اہل شر و راند و مفسد فتنہ جو اندومی خواہند کہ مصیبت بر پا کنند تا ازال
و منال دنیوی بہرہ اندوز شوند کہ نتیجہ آن خسران است و عاقبت آن محرومی است پس چون
جناب سید محمدی ابن سید علی صاحب ریاض اعراض کردند و کلمات گفتند کہ گفتن آن کلمات
برائے آنہا مناسب نہ بود و آنہا در کلمات و کلمات و عبارات و عبارات را اضافہ کردہ در میان
مردم شہرت دادند و نزد مردمان پست و فرومایہ نشر کردند و نزد قوہ مردم از مردوزن مشہور کردند کہ
ان “الشیخ احمد قد كفر“ یعنی شیخ احمد کافر شد۔

وبعد از این در مجلس صفحہ می گوید:

ثم عقدوا مجلساً واحضروا اهل الحل والعقد لوشكت لسميت باسمهم ولاومات الى
اشيا صهم، والكنى من امرهم قد تكلمت وبالحملة عقدوا مجلساً ليكتبوا اسجلاً في تكفير ذاك العالم
الرباني ومنقشوا صحيفته في بطلان عقائد ذاك الامرا الشنيع وقعت زلزلة شديدة ففرقت جمعهم،

وبل المتخيرين ص ۴۰

یعنی بعد از این ایشان مجلس منعقد کردند و تمام اهل حل و عقد در آن مجلس حاضر شدند
اگر بخوانیم اسماء آن اهل حل و عقد را بیان کنیم و آن اشخاص را نشان بدهیم لیکن من از راه
احترام و کرامت آنهارا نمی کنم۔ و بالجمله آنها مجلس منعقد کردند تا دستاویزے در تکفیر شیخ احمد
احسانی و کتابے در بطلان عقائد آن نورسجانی بنویسد۔ چون ایشان اراده این امر را کردند زلزله
شدید آمد که از آن جمیعت ایشان متفرق شد و بعد از این در همان صفحہ در صفحہ بعدی نویسد:

”فاكثر والا قلوب الباطلة والزور والبهتان والتمويه على الناس ببعض العباد حتى
ادخلوا في قلوب العوام الذين كالانعام والنساء مردة ابليس حتى ان شخصاً لا بد والله مضجعة ولا
رزق جنة قد كتب كتاباً وذكر فيه جميع المذاهب الباطلة من مذاهب الملاحدة والزنادقة
والصوفية ومكان اهل التلخيص كلها سيما الى ذاك العالم الرباني والولي الصمداني وكان له مجلسا
عصر تجتمع الناس عنده فيقرء عليهم ذاك الكتاب ويقول لهم ان هذا العقائد اعتقادات الشيخ
احمد الاحساني يفسح الناس باللعنة والتبري لهم“
وبل المتخيرين ص ۴۰-۴۱

یعنی پس ایشان بر بعض عبارات اقوال باطل و دروغ و بہتان و تلمیس بسیار مشتہر
کردند۔ حتی در دہائے عوام کہ مثل حیوان اند و در دہائے زنان کہ گروہ ابلیس اند آن مطالب
را داخل کردند۔ حتی اینکه شخصی کہ خدا قبر او را خشک نہ کند او را جنت نصیب نہ کند و کتابے
نوشت و در آن ذکر تمام مذہب باطل کرده، و مذہب ملاحدہ و مذہب زنادقہ و مذہب صوفیہ
غلات و مذہب مفوضہ و مذہب نصاری و عقائد تمام اہل باطل را بیان کرده۔ و آنہا را بایں عالم

ربانی و ولی صمدانی یعنی شیخ احمد احسانی منسوب کردہ می گفت کہ ہمہ عقائد شیخ احمد احسانی اند۔
و آں شخص در وقت عصر مجلسی منعقدی کرد کہ در آں مجلس تمامی شیعہ بیان کر بلا جمع میشدند۔ پس او
ایں کتاب را نزد ایشان می خواند و می گفت کہ ایں عقائد، اعتقادات شیخ احمد احسانی اند پس
مردمان کر بلا نعرہ می زدند کہ ہمہ شیخ احمد احسانی لعنت باد۔ ہمہ شیخ احمد احسانی لعنت باد۔

و بعد از چند صفحات از یں بیان می گوید کہ:

”و کتبوا فی البلدان الی روسا و اهل الحل والعقد ان الشیخ احمد کذا و کذا اعتقاداته
شوہوا قلوب الناس و جعلوہم فی التباس“ دلیل المحقرین ص ۷۴

یعنی آنہا در تمام ممالک و شہرہا بہ تمامی روسا و اهل حل و عقد مکتوبات نوشیدند و
آنہا را اطلاع دادند کہ عقائد شیخ جنین و چنان اند و دلہائے مردم را مشوش کردند۔ ہمہ آنہا را
در شک انداختند۔ و رئیس مذہب شیخیہ رکنیہ کرمان ابو القاسم خان قاجاری در کتاب فہرست
مشائخ عظام می نویسند کہ:

تا اینکه بکر بلائی معالی مشرف شد و در آنجا رحل اقامت انداخت و نظر داشت کہ
بقیہ عمر را در مجاورت آن سادہ سنیہ مشغول خدمت و نشر علم و بیان فضائل آل محمد علیہم السلام
باشد۔ و در یں موقع بعضی با تقضای فطرت متحمل نہ شدند و بہ علم و حکمت و فضیلت آن جناب حسد
بردند و جناب شہید ہم در تعقیب تکلیف خود تا کیدات زیادہ بچشم علماء آنجا نوشت کہ ما اکفار شیخ
نمودیم شما ہم اعانت نمائید و جمعی کہ در قلوبشان میل از حق بود و تبعیت نمودند و برگاہ و کوسند خود
ترسید و در کر بلائی معالی ہم ایں زمزمہ را بلند کردند و تہرجا بغوغا رسانیدند و تشکیل مجالس دادند“
فہرست کتب مشائخ عظام ص ۱۷۰

مقام شامخ آقائے آیت اللہ السید محمد مہدی

در کر بلائی معالی آیت اللہ السید محمد مہدی ابن سید علی صاحب ریاض مرجع تقلید

شیعیان جهان بودند، ایشان شیخ احمد حسائی را در آن وقت تکفیر کردند کہ شیخ در آن وقت حیات داشت۔ و در کربلائی معطی اقامت داشت و پدریز رکوار سید محمد مهدی سید علی صاحب ریاض ہم در کربلائی معطی مرجع تقلید شیعیان جهان بودند۔ چنانچہ سید کاظم رشتی جانشین اول شیخ احمد حسائی در کتاب دلیل المتحیرین ذکر آنها دریں الفاظ بیان کرده است۔

”والناس فی الاول الامر حیث کان من بیت رفیع۔ و شهرت البیت قد عمت جمیع البلاد والعباد، وهو یظهر الورع والزهده صدقہ، وایمعو الذی، صدقہ، فاولک الاجتاع الذین کانوا اذنا با صا روا رؤساء و دخلوا فی الاجتماع والافاضل الخلاف فی هذا المقام کما تدور فی ثلاث اقسام منهم واحد بمشهد سیدنا الحسین علیہ السلام والاثنان فی النجف“، دلیل المتحیرین ص ۹۳-۹۴

یعنی مردم در اول امر بمائے اینکه ایشان (السید محمد مهدی) از بیت رفیع بودند۔ و در تمام ہر ہا و در تمام مردم شهرت این بیت عام شد و بود۔ و ایشان ہم زہد و تقوی و پرہیزگار بودند۔ لہذا مردم در تکفیر شیخ تصدیق ایشان کردند۔ و تکفیر شیخ را تسلیم کردند و ہر کس کہ ایشان اجازہ می دادند او ہم در تکفیر شیخ پیروی ایشان می کرد۔ پس این پیرو کاران و اتباع او ال اذنا با بودند کہ رؤساء قوم و مذہب و ملت شدند۔ و داخل اجماع شدند و مخالفین فضلاء بر سرہم قسم بودند۔ یکے در مشهد سیدنا امام حسین (ع) اقامت داشت و در نجف اشرف اقامت داشتند۔

فرار الشیخ الی مکہ و موتہ فی ہدیہ

کاظم رشتی در کتاب دلیل المتحیرین می نویسد کہ این حالات شیخ را مجبور بہ فرار از کربلا کردند۔ چنانچہ او زیر عنوان مذکور می گوید کہ:

”ولما کان الفرار الی اللہ سبحانہ هو الامان من کل مخاوف فقر الی اللہ سبحانہ متمثلاً لامر اللہ حیث یقول فقروا الی اللہ فقصد حج بیت اللہ خوفاً من فراعنہ هذه الامتہ مقتدیا بالسید الشہداء حیث فرمہم الی بیت اللہ عن حرم جدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کذا لک الشیخ علی

مقامہ و رفع فی الدارین اعلامہ انھوں م سن الظالمین و ساربا حملہ و عیالہ و اہناک و بناتہ و نر و جانہ و
باع کلمہ اندھم سن المضاع و الحلی فقصد الی السر ذالک السر الشاق مع ضعف بنیتہ و نقاد قوتہ و
کبر ستہ و شدہ خوفہ قسا فر با عیال و شدہ الحال و البقائی بایہی ہولاء الارذال و حیداً غریباً بلا ناصر
والامین اللہ واللہ و عنایتہ و حفظہ و کلا بکتہ“ دلیل المتخیر ص ۵۲

یعنی چون امان از تمام مخاوف فرار بسوئے خدا بود پس بموجب این حکم خدا کہ
فرمودہ است کہ بسوئے خدا فرار کنید۔ او نیز بسوئے خدا فرار کرو از خوف فراعنہ ایست
بہ پیروی سید الشہداء قصد حج بیت اللہ کرو۔ چنانکہ سید الشہداء ۱۱ زحرم جد خود رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ بسوئے بیت اللہ فرار کرو و ہو۔ پس ہمیں طور شیخ اعلیٰ مقامہ از ظالمین منہزم گشتہ و تمام
کالاہائے خود را فروخت کردہ و بایں عالم پیری، و حالت ضعف با اہل و عیال و پسران و
دختران و از دواج بریں سفر شاق روانہ شد، و مراد میان ایں قوم ذلیل یکہ و تنہا بے یار و
مددگار گذاشتہ کہ غیر از مدد و عنایت و حفاظت خدا برائے من کسے نہ ماندہ، لیکن چون شیخ بمقام
ہد یہ رسید ایں دنیا را بدو و گفت۔

در ایں بیان کاظم رشتی بہ چند امور بطور خاص توجہ باید کرد۔

اول اینکہ حج قریہ الی اللہ کردہ می شود نہ از خوف فراعنہ است۔ چنانکہ کاظم رشتی می
گوید کہ: فقصد حج بیت اللہ خوفاً من فراعنہ ہذہ الامت، لہذا ہر زیارتے کہ شیخ کردہ ہمیں
طور سر پوش ہم نامہ دیگر بود۔

دویم اینکہ فرار شیخ را تشبیہ بہ ہجرت سید الشہداء دادن انتہائی جسارت است۔

سوم اینکہ کاظم رشتی نہ صرف شیعیان کہ بلکہ تمام علماء و مجتہدین عظام و مراجع
عالیہد ر شیعیان جہاں را در ایں بیان ارذال می گوید کہ چنانچہ می نویسند: و البقائی بایہی ہولاء
الارذال و حیداً غریباً بلا ناصر و لامعین۔

بعد از فرار شیخ از کربلا شاگرد ارشد شیخ و جانشین اول او در تبلیغ مذہب شیخہ مصروف

شد۔ ورفتنے رفتہ رفتہ درس و تبلیغ او وسعت پیدا کردہ موجب گمراہی مردم شد لہذا شیعہ علمائے کرام و مجتہدین عظام و مراجع عالیہ رہنمایان جہاں در کربلا و نجف بر اسکاٹ و نامرہ او برخواستند چنانچہ خود کا نظم رشتی خود ایں مطلب را در کتاب دلیل المتخیرین چنین می نویسد کہ:

”بالجملہ بعد وفاتہ علی اللہ مقامہ وانا برہانہ ظنت انه لیس بمحل آثارہ و تلی اخبارہ و تحمد نادرہ و یطی نورہ سکتوا عن الکلام برہنہ من الزمان تقرب مدۃ یستلین اوقاف فرأوا ان نورہ لم یزل فی ازدیاد و نجم سعد علومہ و آثارہ لم یبرح فی علو و ارتقا و رجوع الی ما کانو یصدوہ و تعرضوا لہذا العبد المسکین الفقیر الفقیر فظالت المستحکم علی من غیر حجتہ و لا موجب الا انی اذکر مناقبہ و انشر فضائلہ و ادرس فی تصنیفاتہ اثین الناس غرورہ و فوائد تالیفاتہ فیمشوا الی ان ترک ما انت علیہ“

دلیل المتخیرین ص 54

یعنی بعد از وفات شیخ احمد حسانئ ایں جماعت گمان کردہ بود کہ آثار او نیست و ما بود و اخبار او معدوم و آتش او سرد و نور او خاموش خواہد شد۔ لہذا تقریباً دو سال یا قدرے کم، از کلام سکوت کردند پس چون ایشان مشاہدہ کردند کہ افکار و نظریات شیخ روز بروز بہ ترقی اند و نجم سعد علوم و آثار او بر عروج است ایشان در صد و او برخواستند و آغاز مخالفت ایں بندہ مسکین و حقیر و فقیر کردند۔ پس زبا نہائے ایشان برخلاف من بغیر حجت و موجب دراز شد۔ غیر ازیں کہ من مناقب شیخ را بیان می کردم و فضائل او را نشر می نمودم و از تصنیفات او درس می دادم و بر مردم فوائد و خصوصیات تالیفات او را بیان می کردم۔ پس ایشان کسے رانزد من فرستادہ پیغام دادند کہ ایں کارا کہ می کنی ترک کن۔

حضور السید رشتی فی المجلس

چوں کاظم رشتی تبلیغ عقائد فاسدہ مذہب شیعیہ را ترک نکردہ او را در حضور علماء ہدائے سوال و جواب در مجلس طلب کردند چنانچہ او خود در دلیل المتخیرین می گوید:

maablib.org

”ثم جمعوا واجتمعوا وجلسوا مجلساً يوم الجمعة اول جمعة من شهر رجب واجتمع فيه خلق كثير مبلغ عدوهم الوف ولا واحد منهم صدقني واحضروني في ذاك المجلس الغدير - وانه ليوم عصيب - وجاء القوم بمرعون من كل جانب ولهم من رؤسائهم جواذب واما اذا ذاك فثمهم وحيد فريد - فقال لي واحد منهم في ذاك المجلس ان الملاء ياتمرون بك ليقتلوك فاخرج اني لك من الناصحين واني لي الخروج وحف القوم من كل جانب ومكان شاكين باسكتهم مشتملين بارؤتهم كما نهم اوليها وثين يدي المبعوث من رب العباد“ دليل التحرير ص ۴۴

پس ايشان جمع شدند و اجتماع مردم ساختند و مدوڑ جمعہ کہ اول جمعہ ماہ رجب بود مجلس منعقد کردند، و در آن مجلس خلق کثیر جمع شد کہ تعداد ايشان بہ ہزار ہا می رسید - و در آن مجلس کسی نہ بود کہ مرا تصدیق کند، و در این مجلس شدید مرا حاضر کردند و آن روز سخت بود ہمہ قوم از ہر جانب دواں دواں می آمد و ايشان را از جانب رؤسائے ايشان یعنی مجتہدین عظام مراجع کرام تا سید حاصل بود و من یکہ و تنہا بہ یا روبرو دگار بودم پس در آن مجلس شخصہ بہ من گفت کہ ہر داران قوم در بارہ تو مشورہ می کنند کہ ترا قتل رسانند - پس ازین مجلس فرار کن کہ من ہمراہ تو از نصیحت کنندگان ام - در انحالیکہ ہمراہ من گنجائش خروج و فرار نبود آن قوم مرا از ہر طرف احاطہ کردہ بودند و اسلحہ پوش بودند کویا کہ ايشان ہمراہ بخبر یا امام ہمراہی جہاد آمدہ اند - و در صفحہ بعدی گوید کہ:

ثم امر زوا عبارة من ذاك الشيخ التمام علم الاعلام والنور التمام ان الجسد العصرى لا يعود - قالوا لي ان هذا العبادة كفر - دليل التحرير ص ۶۷

پس ايشان عبارتہ تے از آن شیخ تمام علم الاعلام والنور التمام پیش کردند: ان الجسد العصرى لا يعود - یعنی معاد با جسم عصری نخواہد بود پس ايشان بمن گفتند کہ بگوئیں عبارت کفر است -

بعد ازین در صفحہ آئندہ ہمراہی مطمئن کردند آن سائل ہندی کہ سبب تکلیف شیخ از

کاظم رشتی پر سیدہ بودی نوہ سد کہ:

قلبا رایت قلہ انصافہم وغلطہ جورہم و انتہا فہم قلت لہم ماذا تریدون قالوا نرید ان
تکسب ان ہذہ العبارة کفر، فکتبت لہم ان ہذہ العبارة اذا لم یکن لہا بیان مقدر مودعہا اذا لم
تکذف منہا شی من اولہا ووسطا و آخرہا کفر بحسب فہم العوام، دلیل المتحیرین ص ۶۸
یعنی پس چون من قلت انصاف ایساں را دیدم و برحق و ظلم و جور ایساں نظر کردم۔
من با ایساں گفتہم۔ شامچہ می خواہید۔ ایساں گفتند مامی خواہیم کہ تو بنویس کہ ایساں عبارت کفر
است پس من برائے ایساں نوشتہم کہ بیشک ایساں عبارت کفر است بحسب فہم عوام گرازا ول
و وسط و آخر مخدوف نہا شد۔

رئیس مذہب شیخہ رکنیہ کرمان مرزا ابوالقاسم خاں نیز در فہرست کتب مشائخ عظام
ایں واقعہ را بایں طور نوشتہ است۔

”ہماں فرمائشی کہ ہمہ معترضین و مکفرین ہماں را دست گرفتہ اند و بد رخ ہر عامی
بے سواد و در ہر مجلس و محفل میکشند و در ہر کتابے مینویسند ہماں ایں کلمہ است کہ فرمودہ است،
الحمد العصری لایعود۔ و ہمیں است کہ میگویند ایں برخلاف ضرورت اسلام است۔ و عین
ہمیں عبارت است کہ در کربلائی معلی در منزل مرحوم عالم فاضل آقا میرزا محمد علی شہرستانی
مجلس جلیل مرحوم میرزا آیت اللہ میرزا محمدی شہرستانی با حضور دوسہ ہزار جمعیت بر سید مرحوم
اعلی اللہ مقامہ عرضہ کردند و آں مجلس عجیب داستانہای غریبی بودہ کہ تمام تفصیل را سید مرحوم در
کتاب دلیل المتحیرین نگاشتہ است و در آں مجلس تکلیف نمودند سید بزرگوار را کہ بنویسد آں
عبارت العیاذ باللہ کفر است و سید بزرگوار برائے اسکاات اں جماعت نوشتہ آنچہ خلاصہ آں
ایں کہ اگر ایں عبارت پیش و پس نہا شدہ باشد و تفسیر صحیحی آں را را دہ کردہ باشد بر حسب تفہم
عوام مردم کفر است“

فہرست کتب مشائخ عظام ص ۱۵۲-۱۵۳

دریں بیان مرزا ابوالقاسم خاں امرے را انکشاف کردہ و آں ایں است کہ ایں

اجتماع در منزل مرحوم عالم فاضل آقا مرزا محمد علی شہرستانی با حضور دوسہ ہزار جمعیت بود۔ و اس
انکشاف را باید در ذہن داشت و از اس بیان کاظم رشتی صاف ظاہر است کہ کاظم رشتی می خواهد
کہ آن مکتوب الیہ را کہ از ہند سبب تکفیر شیخ پدید ہوا از فریب کاری و مکاری و عیاری مطمئن
کند کہ من در حضور علماء و مجتہدین و مراجع عظام کہ اقبال کفر کردہ ام و آن را تسلیم کردہ و نوشتہ
ام بایں فریب تسلیم کردہ ام۔ چہا کہ از اس عبارت از اول چیزے محذوف بود نہ از وسط و نہ
از آخر۔ بلکہ اس فقرہ مفہوم و خلاصہ ایت اس عبارات را کہ شیخ در معاود جسمانی نوشتہ است و
کاظم رشتی نمی تواند کہ در آن مجمع کہ حاش خود اس طور نوشتہ است کہ کو یا ایشان با پیغمبر یا
امام ہدائے جہاد آمدہ اند و ہیچ احق اس سخن را قبول نمی توان کرد۔ ممکن است کہ از اس بیان
کاظم رشتی آن سائل ہندی فریب خورده باشد۔ لیکن قابل غور نیست کہ آیا کاظم رشتی می
توانست در آن مجمع اس طور بنویسد؟

مؤلف کتاب قصص العلماء میرزا محمد تنکابنی ہم اس واقعہ را نگاشته است چنانچہ او
اس واقعہ را چنین می نویسد کہ:

آقا سید مہدی مجلسی ترتیب داد و شریف العلماء حاجی ملا جعفر استرآبادی و حاجی
سید کاظم رشتی را احضار نمود ایشان با سید کاظم مناظرہ نمودند و مواضعی چند از کتاب شیخ را گرفتہ
کہ ظاہر اس عبارت کفر است سید کاظم اذعان نمود کہ ظواہر اس عبارت کفر است۔ لیکن شیخ ظواہر
اس عبارت را ارادہ نکرده است بلکہ اس کلمات را تاویل اس کہ آن تاویل مراد شیخ است۔
ایشان گفتند کہ ما مامور بہ تاویل نیستیم مگر در آیات قرآن و کلمات حضرت سبحان و اخبار پیغمبر و
آل اطہار و الاہر کا فریکہ بکلمہ کفری تکلم کند لا محالہ تاویل در او راہ دارد۔ پس پدید کاظم
گفتند کہ تو بنویس کہ ظاہر اس عبارت کفر است۔ سید کاظم نوشت کہ ظاہر اس عبارت کفر است و
آن را بکھر خود محضو ر نمود۔ پس آقا سید مہدی اگر چہ فتوی نمیگفت۔ لیکن شہادت اس دو
عادل کہ شریف العلماء و حاجی ملا جعفر استرآبادی حکم تکفیر شیخ و تابعین او نمود۔ و از اس پس

بمسجد رفتہ و مردم را موعظہ نمود کہ در ایں عصر گرگان چند لباس بیش درآمدہ و دین مردم را فاسد و کاسد ساختہ اند و ایشان شیخ احمد احسانی و متابعین او مستعد و ایشان کافرانہ۔ پس تکفیر ایشان شیوخ یافت و علمائے کہ شیخ و تابعین او را تکفیر کردند، اول ایشان حاجی ملا محمد تقی قزوینی دوم آقا سید محمدی و حاجی ملا محمد جعفر استرآبادی و اخوند ملا آقای در بندی و شریف العلماء و آقا سید امیر اہم استاذ حقیر و شیخ محمد حسین صاحب فصول و شیخ محمد حسن نجفی صاحب جواہر بلکہ اکثری از فقہائے عصر ایشان تکفیر کردہ اند۔

قصص العلماء تنکاتی ص ۴۴

بہر حال تا اینجا ثابت شد کہ تکفیر شیخ در حیات او و بعد از سوال و جواب او و بعد از تحقیق عقیدہ او اولاً در قزوین واقع شد و محمد تقی بر غانی قزوینی ملقب بشہید ثالث در سن ۱۲۳۸ اورا بالمشافہ تکفیر کرد و کفر او را عیاں ساخت۔ بعد ازاں در کربلا در سن ۱۲۴۱ھ آقا سید محمد محمدی ابن سید علی صاحب ریاض در حیات او تکفیر کردند و کتابے در ردو ابطال عقائد او ہم در حیات و تالیف شد۔ و از آن کتاب در مجمع عام و در مجالس بیان می گردند و می گفتند ایں عقائد باطلہ شیخ احمد احسانی اند و مردم صبحہ می زدند و می گفتند بر شیخ احمد احسانی لعنت باد و کظم رشتی در دلیل التحیرین بر ص ۹۲۔ ۹۳ تسلیم می کند کہ آقائے سید محمد محمدی ابن سید علی صاحب ریاض مرجع شیعیان جہاں بود۔ از بیت رفیع بود، و در بلا دو عباد شہرت آں بیت عام بودہ خود آقا فتاحی و زاہد و پیریزگار بود۔

و بعد از وفات شیخ احمد احسانی در کربلا در مجمع عام طلب کردہ از کظم رشتی مطالبہ کردند کہ او بنویسد کہ ایں عبارات شیخ کفرانہ۔ و او کفر شیخ را تسلیم کرد و تکفیرین شیخ مطابق نوشتہ ہائے رؤسائے شیعہ و قصص العلماء تنکاتی و دیگر کتب تاریخ و کتبیکہ در ردو ابطال عقائد شیخ احمد احسانی نوشتہ شدہ و تالیف کردہ شدہ۔ اول ایشان حاجی ملا محمد تقی بر غانی قزوینی بود و دوم آقا سید محمد محمدی و سوم حاجی ملا جعفر استرآبادی چہارم آقای در بندی پنجم شریف العلماء ششم آقا امیر اہم ہفتم شیخ محمد حسین صاحب فصول ہشتم شیخ محمد حسن صاحب جواہر بودند۔ بلکہ

اکثری از فقہائے عصر ایشان تکفیر نموده بودند و در توصیف علم و تقویٰ و زہد ایں علماء و مراجع شیعہ بیان جہاں آنچہ نوشتہ شدہ در قصص العلماء تنکائی بخوانید۔

افسانہ اجازہ ہائے شیخ

شیخ ہامی گویند کہ شیخ از علمائے بزرگ شیعہ اجازات داشت مابرایں موضوع از دو طریق غوری تو انیم کرد۔

اول از روئے عقل و درایت۔ دوم از روئے نقل و روایت۔

از روئے عقل و درایت ناممکن است کہ کسی مثل شیخ احمد احسانی از بیچ عالم سوال و خواہش اجازہ کند۔ و طلب اجازہ نماید۔ چون حسب ترجمہ او کہ او خود نوشتہ است از بیچ عالم زانوئے تلمذ طے نہ کردہ بلکہ ہمہ علوم او بقول خود ادائی اری منامات و ہی الہامات۔

او بحسب دعوائے خود تمام علوم را از آئمہ طاہرین در خواب رسیدہ یا آنہا را طلب کردہ حاصل کردہ بودہ از امام علی نقی علیہ السلام اجازہ ہائے دوازده گانہ گرفتہ بود۔

پس کسی کہ از بیچ عالم زانوئے تلمذ طے نہ کردہ باشد و ہمہ علوم او از وحی و الہام باشند۔ و امام علیہ السلام خود او را اجازہ ہائے نوشتہ شدہ از آئمہ دوازده گانہ عطا فرمودہ باشند و او را مامور کردہ باشند برائے ہدایت خلق۔ آیا ممکن است کہ ایں چنین شخص از کسے از علماء کہ کلام آنہا ہم مخالف کلام او و کلام امام ہم باشد، خواہش اجازہ کند و از او اجازہ طلب کند مثال ایں چنان است کہ کسے دعوائے نبوت و امامت کند و از کسی از امت خود طلب اجازہ کند و خواہش اجازہ نماید۔

علاوہ از ایں شیخ در ترجمہ خود نوشتہ است کہ آئمہ دوازده گانہ او را اجازہ عطا فرمودہ اند و امام ایں اجازہ را بہ شکایت مردم دادہ بودند و فرمودہ بودند۔ ترک کن ایشان را و بحال خویش مشغول باش۔ شرح احوال شیخ ص ۱۵

لہذا او را لازم نبود بیچ ضرورت نبود کہ از علماء از کسی طلب اجازه نماید و خواہش اجازه کند۔ ایں امر ہم قابل غور است کہ شیخ ذکر اجازه ہائے آئمہ دو از وہ گانہ کردہ است و از بیچ عالمے ذکر بیچ اجازه نکرده است و در آنحالیکہ شیخ ایں ترجمہ خویش را در او اثر عمر تحریر کردہ است اگر او از بیچ عالمے اجازه گرفتہ بودے لازم بود کہ بیان آں را کند پس خلاف عقل و درایت است ایں امر کہ شیخ از بیچ عالمے اجازه گرفتہ باشد و چون او در ترجمہ خود ذکر بیچ اجازه عالمے نکرده است لہذا استناد یقیناً و بیچ اجازه از بیچ عالمے نگرفتہ بود۔

بعد از وفات شیخ احمد حسانی او لین ترجمہ شیخ پسرش شیخ عبداللہ نوشتہ است و چون شیخ عبداللہ بعد از وفات پدرش زائد از یک سال زندہ نہ ماندہ است لہذا ایں ترجمہ شیخ در سن ۱۲۴۲ نوشتہ شدہ است۔ شیخ عبداللہ در ایں ترجمہ پدرش یعنی شرح احوال شیخ احمد حسانی قبل از بیان یک اجازه آقا ئے محمد محمدی بحر العلوم افسانہ سفرے می تراشدومی کوید۔

در سن یک ہزار و یک صد و ہشتاد و شش ۱۱۸۶ کہ گذشتہ بود از سن مقدسش پست سال در ایں حال آں اسرار الہی و حکم نامتناہی را اہلی برائے اظہار بلکہ بیان یک از ہزار و آں بلا دو دیار نیافت زیر آ کہ در آں بلد جمعی نئی بودند و غالب آنہا اہل تصوف و برخی شیعہ اثنا عشری در میان ایشان علمای ظاہر قشری کہ ایشان را ربطی نہکمت نبود چہ جائی اسرار خلقت لا جرم آہنگ محاجرت و ساز مسافرت فرمود و راہ قنات عالیات در پیش گرفت تا مگر اہلی برائے امر خویش جوید۔ چون بکر بلائی معلی و نجف اشرف مشرف گشت در مجالس و و محافل علماء و فضلاء حاضری شد تا پایہ و مایہ ہر یک را معلوم فرماید۔ و مشاہیر علماء در ایں وقت جناب آقا باقر و جناب سید محمدی بودند۔ اما شیخ جعفر بن شیخ خضر و میر سید علی را چنداں شہرت و ترقی نبود۔ الغرض غالباً در مجالس درس و بحث ایشان کا حد من الناس جزو حضار و مجالس حاضری گشت و می نشست۔ و احدی را از حاش آگہی نہ بود۔ وقتی از جناب سید محمدی خواہش اجازه روایتی فرمود چون معرفتی نہداشت نامل و توقھی نمود پر سید تالیف و تصنیف چہ دارید۔ او راقی چند در

شرح تبصرہ مرقوم رفتہ بودیوئی نمایاند۔ پس از وقت نظر گفت یا شیخی سزاوارقد رتو آں است کہ مرا اجازت دی پس اجازہ نوشت و داد۔ و نیز در ہماں ایام رسالہ در قد رتخریر رفتہ بودیوئی نمایاند در نظرش عظیم نمود از آنجا کہ با کمال انصاف بود زبان ہدایت و اوصاف کشود و احترام فوق العادہ و اکرام بلا نہایت مضمود۔ شرح احوال شیخ احمد حسائی ص ۱۷-۱۸

شیخ عبداللہ اولیس کہے است کہ شرح احوال شیخ را نوشته است۔ و ادایں سفر را در ۱۱۸۶ بیان کردہ است و بعد از اں ہر کہ نوشتہ بر اعتبار و اعتماد شیخ عبداللہ نوشتہ است۔ حالانکہ شیخ عبداللہ تا آں وقت متولد نہ شدہ بود چوں حسب تحریر شیخ عبداللہ در شرح احوال پدرش او بعد از ۱۱۸۶ مریم بنت خمیس آل عصری را کہ از اہل قرین بود پناح خویش در آورد و او اول زوجات ایشان بود۔ شرح احوال شیخ احمد حسائی ص ۱۹

برائے ایں اجازہ کہ شیخ عبداللہ در سن ۱۱۸۶ می نویسند کہ آقا سید محمد مہدی بحر العلوم دادند و کتاب اجازات شیخ در آخر ایں اجازہ تاریخ ایں اجازہ ہاں طور نوشتہ شدہ است۔
 شہوہ یوم الجمعۃ الثانی والعشرین من ذی الحجۃ الحرام من سنۃ تسع و مائتین بعد الالف من ہجرہ سید الانام۔

کتاب اجازات شیخ تحت اجازہ آقا محمد مہدی بحر العلوم یعنی ایں اجازہ ہمزجہ ۲۲ ذوالحجہ الحرام سنہ ۱۲۰۹ھ نوشتہ شد۔

چنانچہ نظر بر ایں اجازہ رئیس مذہب شیخیہ رکنیہ کرمان مرزا ابوالقاسم خان قاجاری در فہرست کتب مشائخ عظام می نویسند۔

دریں کہ بعضی نوشتہ اند کہ مرحوم سید درسن ہست ساگی بایشاں اجازہ داد بنظر نگارندہ درست نیست زیرا تاریخ اجازہ مرحوم سید بحر العلوم ہست و دویم ذی الحجہ سال ہزار و دو ہست و نہاںست کہ در آں موقع من شریف شیخ بزرگوار چہل و سہ سال بودہ است۔

فہرست کتب مشائخ عظام ص ۱۶۳

باید دانست کہ اسفار شیخ را اولاً شیخ عبداللہ قدم بقدم نوشتہ است و ہر کہ ذکر اسفار شیخ کردہ قلاً از شرح احوال شیخ احمد احسانی تالیف شیخ عبداللہ کردہ است۔ چون شیخ عبداللہ نمی توانست کہ این اجازہ را در سن ۱۲۰۹ھ بنویسد چون او در ۱۲۰۹ھ در بحرین اقامت داشت و تا ۱۲۱۲ھ بیچ سفرے بہ عراق نہ کردہ بود۔ پس شیخ نہ از آقا محمد مہدی بحر العلوم اجازہ گرفتہ بود نہ آقا محمد مہدی بحر العلوم او را بیچ اجازہ دادہ بودند بلکہ شیخ عبداللہ بعد از تکفیر شیخ احمد احسانی کہ بدست آقا محمد تقی بر غانی قزوینی شہید ثالث شدہ بود و در دفاع پدرش افسانہ سفرے بنا کردہ را در ۱۱۸۶ بیان کرد و در آن سفر افسانہ اجازہ آقا مہدی بحر العلوم را بیان کرد و چون در کربلا معرکہ تکفیر شیخ بلند شد و در دفاع شیخ دیگر اجازات را جعل کردند۔ در آنحالیکہ نہ شیخ عبداللہ این مراجع عظام را دیدہ بود نہ سید کاظم رشتی آنہا را دیدہ بود۔ و بیچ شہادتے و سندے در صداقت آنہا ندارند۔ چنانچہ سید کاظم رشتی خود در دلیل المتخیرین می نویسد کہ:

وان لم نشاہدہم و ما فزنا بشرف ادراک خد متعمم حتی نری سلوکہم مع حتی نہد شہادت عیان۔ لکن وجدنا کتابہم فی الاجازات الی کتبہا معضم بخط۔ دلیل المتخیرین ص ۳۱
یعنی اگر چہ ما این مجتہدین عظام را بچشم خود ندیدہ ایم و شرف خدمت آنہا را ادراک نکردہ ایم کہ سلوک ایشان را با شیخ می دیدیم و شہادت یعنی می دادیم لیکن ما اجازات ایشان را دیدہ ایم کہ ایشان بخط خود نوشتہ اند۔

و تعجب این است کہ سید کاظم رشتی برائے مطمئن کردن آن سائل ہندی کہ سبب تکفیر شیخ کردہ بود و در دلیل المتخیرین می گوید کہ

و لعمری ان ہذہ العبارات الی بدعوتھا و یرخرقون فی معانیہا فی رسائل کتبہا علی اللہ مقامہ قبل ان یخرج من الاحساء قبل ان یتوجہ الی العجم و کتبہ بجمہ الہ کانت مشہورۃ و ہذہ العبارات و امثالہا مرت علی انظارہم۔ دلیل المتخیرین ص ۳۳

یعنی من قسم می گویم کہ این عبارات کہ ایشان در معانی آنہا اختلاف می کنند و

باطل قرار می دهند در این کتب نوشته شده بودند که شیخ احمد احسانی قبل از مرگ از احساء و متوجه شدن بسوئے نجم تحریر و تصنیف و تالیف کرده بود و بعد از تمام کتب او منتشر شد و بودند و این تمام عبارات و مثل آنها از نظر ایشان گذشته بود۔

و کاظم رشتی در جائے دیگر اسمائے آن کتب را چنین می نویسد:

مع انتشار رسالت و اشتغال کتب و مصنفات و اجوبه مسائل و شرح علی الزیارت الجامعه و شرح علی الحکمة العرشیه المصاحف و شرح علی المشاعر و شرح علی الرسائل العظمیه الملائکین فیض و سائر مصنفات کلمات علیها وصلت الی هؤلاء الامراء و النجباء و الاطهار و لم یقطع فیہ احد و لم یدکر بعیب ابد۔ دلیل المختیرین ص ۳۵

یعنی آن مجتهدین عظام و اجازه دهندگان مراجع عظام آن اجازه ها را آن وقت داده بودند که تمام رسائل و همه مصنفات و اجوبه مسائل و شرح زیارت جامع و شرح عرشیه و شرح مشاعر و شرح رساله علمیه منتشر و منتشر شده بودند و هم این مصنفات غالباً شائع شده هاں علمائے امدار و نجباء اطهار رسید و بودند، لیکن احدی از آنها هیچ اعتراضی بر آن کتب فکروه بودند و نه هیچی در این کتب ذکر کرده بودند۔

آیا واقعا این علمائے بزرگ تالیفات شیخ را دیده بودند؟

اکنون ما را باید که تحقیق کنیم که آیا واقعا این کتب شیخ انتشار یافته بودند یا نه و از نظر ایشان گذشته بودند یا نه و ایشان این کتب نام برده را دیده بودند یا نه۔ ما تاریخ تحریر کتب نام برده را از فهرست کتب مشائخ که در آن تاریخ تحریر این کتب نوشته شده است برائے ملاحظه معصنین نقل می کنیم

۱۰ ربیع الاول ۱۲۳۰

۱۔ شرح زیارت جامعہ

۲۷ ربیع الاول ۱۲۳۲

۲۔ شرح علی الحکمة العرشیه

maablib.org

- ۳- شرح علی المشاعر در حکمتہ ۲۷ صفر ۱۲۳۴
 ۴- شرح علی الرسالة العلمیہ ۱۵ ربیع الثانی ۱۲۳۰
 ۵- شرح فوائد فی الحکمتہ ۹ شوال ۱۲۳۲
 ۶- جواب شیخ یعقوب اقوال سائر علماء ۸ شعبان ۱۲۳۹

و تاریخ وفات آل علمائے بزرگ کہ کاظم رشتی در دلیل المتخیرین و مرزا علی الاسکوئی
 الاحقاقی در انتقاد علی اعتراضات العالمی در حق آنها می گویند کہ این علماء کتب مذکورہ را دیده
 بودند و ایشان یقیناً در آن مذهب مطابقت اجازات شیخ احمد احسانی و مطابق عبقریہ اش
 الاوحد تالیف محمد حسنین ساہی وکیل رئیس مذهب شیخہ احقاقیہ کویت بقراردیل است۔

نمبر شمار	نام اجازہ دہندہ	سن وفات	صفحہ کتاب اجازات
۱-	اشیخ احمد البحرانی الدستانی	۱۲۰۵	۱۶
۲-	میرزا محمدی شہرستانی	۱۲۱۶	۲۰
۳-	السید علی طباطبائی	۱۲۳۱	--
۴-	السید محمد مهدی بحر العلوم	۱۲۱۲	۳۴
۵-	اشیخ جعفر نجفی	۱۲۲۷	۴۰
۶-	اشیخ حسین آل عصفور بحرانی	۱۲۱۶	۶۱

سن تالیف کتب نام بردہ و سن وفات این علمائے بزرگ را دیده یقیناً ہر صاحب
 عقل و منصف مزاج قاری ہمیں فیصلہ خواہد کرد کہ ہر کسی کہ ادعا دارد کہ این علمائے بزرگ بعد
 از دیدن این کتب اجازہ دادہ بودند کذب الکاذبین۔ دروغ گوین و زور بان بزرگ اند
 ۔ چوں این ہمہ علماء بزرگ از دنیا رخصت شدہ بودند۔ ایشان چگونہ می توانستند کہ کتب کہ بعد از
 زوفات ایشان تحریر و تالیف و تصنیف شدہ بودند آنها را ملاحظہ کردہ اجازہ بدہند۔

دروغ گوئی کاظم رشتی از حد گذشتہ کہ گفتہ شیخ این کتب را پیش از خروج از احساء

نوشته بود و نشر کرده بود که ذکر آن در اوراق سابقه گذشته است پس این علمائے بزرگ بیچ اجازه شیخ نداده بودند و رسائے مذہب شیخہ این اجازه ہارا در وقاع تکفیر شیخ احمد احسانی جعل کرده بودند خود شاں این اجازه ہارا انشاء کرده بودند۔

تبلیغ مذہب شیخہ در تبریز ایران

ماہ معروف فرقہ ہائے شیخہ را تا انجا بیان کردہ ایم۔ لیکن بعضی از شاگردان شیخ ازین فرقہ ہا تعلق نہ داشتند لیکن تعلیمات و نظرات و عقائد شیخ احمد احسانی را نشری کرید۔ چنانچہ مولف کلمہ از ہزار در روز نشریہ مزدوران استعمار زیر عنوان:

ملاقات حجت الاسلام با مرحوم شیخ احسانی می نویسند کہ: ملا محمد مقانی ملقب بہ حجت الاسلام بامیرزا محمود نظام العلماء ملا محمد نام دیگری در مقننات عالیات نجف و کربلا متھ مشغول تحصیلات علوم دینیہ بودند تا اینکه۔ بہ درجہ منیعہ اجتہاد ماکل آمدند و از مجتہدین طراز اول بہ دریافت اجازه مفتخر گردیدند۔ ہر کدام بہ اہل و خانوادہ شاں نوشتند کہ از تحصیلات فارغ شدہ اند و عازم وطن خویش می باشند و سپس از طریق کرمانشاہ عزیمت تبریز نمودند۔ در آن زمان مرحوم شیخ احسانی بنا بہ تقاضای شاہزادہ دولتشاہی ساکن کرمانشاہ بود۔ و مجلسی درس مرتبی داشت حجت الاسلام و ہمرہانش ہمینکہ بہ کرمانشاہ رسیدند از وجوہ مرحوم شیخ در آن شہر مستھر شدند و خواستند چند مجلس نیز از محضر آن بزرگوار مستفیض شوند۔ پس از حضور چند جلسہ در مجلس درس آن بزرگوار متوجہ شدند کہ لازم است مدتی نیز از محضر مرحوم شیخ کسب معارف و کمالات نمایند و ہمیں بہت فسخ عزیمت نمودند و در کرمانشاہ مستقر گردیدند و در حدود یک سال و نیم در مجلس درس آن استاد بہ تکمیل علوم معنویہ و معارف الہیہ پرداختند۔ مرحوم شیخ نیز بہ آنھا توجہی خاص فرمود و اجازه روایت و اجتہاد بایشان عنایت کرد و در رخصتھاں داد کہ بوطن خویش مراجعت نمایند و در آنجا بہ نشر حقائق دین مبین اسلام و نشر فضائل و مناقب اہل بیت اطہار علیہم السلام پیر و ازندہ و در

آخری کوید کہ:

چنان از سر چشمہ علوم آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ بہ تعلیم استاد بزرگوار شاں مشروب
وسیراب شدہ بودند کہ اسانید دیگر را فراموش و طیق روش مرحوم شیخ احمد احسانی بہ نشر فضائل و
مناقب محمد و آل محمد سلام اللہ علیہم اجمعین مشغول شدند۔

کتاب ”کلمہ از ہزار درویش تریہ مزدوران استعمار“

ہمیں بیان ضرورت بیچ تیرہ نیست این عبارت آخر را مکرر بخوانید کہ این حجتہ
الاسلام حاجناں از سر چشمہ علوم آل محمد بہ تعلیم استاد بزرگوار شاں مشروب وسیراب شدہ بودند
کہ اسانید دیگر را فراموش و طیق روش مرحوم شیخ احمد احسانی بہ نشر فضائل و مناقب محمد و آل محمد
سلام اللہ علیہم اجمعین مشغول شدند۔ یعنی این حجتہ الاسلام ہا بہ طیق و روش مرحوم شیخ احمد احسانی
در تیرہ بہ مشغول تبلیغ شدند۔

تحقیق نام گزاری طرفین

ہر کہ پیرو عقائد و نظریات شیخ احمد احسانی است اورا پیرو مذہب شیخیہ می گویند و
پیروان شیخ نیز این لقب را قبول کردند و ہمیں لقب فخری کنند چنانچہ کاظم رشتی در کتاب دلیل
المختیرین خودی نوید:

واما هذا الشيخ الجليل والعالم النبيل الذي يسمى المفسيون الكشافيه او الشيخيه هو الشيخ

احمد بن زين الدين -- الخ
وليل المختيرين ص ۱۲

یعنی این شیخ جلیل و عالم نبیل کہ منسوب با و پیروی کنندگان اورا کشفیہ یا شیخیہ می
گویند او شیخ احمد بن زین الدین احسانی است۔ اگرچہ فرقہ ہائے شیخیہ ہم در چند فرقہ ہا تقسیم
شدہ اند کہ مشہورترین آنہا شیخیہ رکنیہ کرمان و شیخیہ احتاقیہ کویت می باشند کہ در ابتداء بہ کوہریہ

معروف بودند و ایں ہر دو فرقہ خود را پیروان حقیقی شیخ احمد حسائی می دانند و دیگرے را منحرف می گویند۔

اما ایں ہر دو فرقہ ہم شیعیانے را کہ پیروان شیخ نیستند و نظرات و عقائد شیخ را باطل می دانند لقبے یا ما مے داده اند۔ چنانچہ رئیس مذہب شیخیہ رکنیہ کرمان مرزا محمد کریم خان قاجاری در کتاب ہدایت الطالبین می نویسد کہ:

بدانکہ شیعہ در ایں مطلب از بدائے پنجگس از آگاہان بلکہ قاطبہ مردم ایران نیست کہ فرقہ شیعیہ یومناہذا کہ سن یکھزار و دوہست و شست و یک ہجری است و دو فرقہ شدہ اند یکی مسمی بشیخی و یکی مسمی بالاسری۔ مگر جمع از غافلان و معھا و اطفال و نسواں کہ ایں مطلب بکوش ایشان نخورہ۔

و سبب نام گذاری را ایں رئیس مذہب شیخیہ در کتاب ہدایت الطالبین خود چنین می نویسد:-
چون شیخ جلیل پشت سر نمازی کرد و امام را پیشوائے خود قرار میداد حضرات بنا را بر بالائے سر قبر و پیش رو گزار میداد بالائے سر و پیش رو نماز کردند۔ ہدایت الطالبین ص ۸۴
حالانکہ ایں رئیس مذہب شیخیہ در ہمیں صفحہ کتاب ہدایت الطالبین چنین می نویسد
گیرم کہ نماز پیش روئے قبر و بدایہ سر جائز است واجب کہ نیست کہ شخص آن را مد او مت کنند۔ کتاب ہدایت الطالبین ص ۸۴

پس بالائے سر نماز کردن برائے نام گزاری بہانہ بود و دریں پنج دخلے از اعتقاد نہ بود چنانچہ وجہ اصلی نام گزاری بالاسری را ایں رئیس مذہب شیخیہ در کتاب ہدایت الطالبین چنین می نویسد:

حاصل آنکہ بالاسری کسے است کہ شیخ را وسید را و اتباع ایشان را در اعتقاد کافر می دانند۔ کتاب ہدایت الطالبین ص ۸۵

و ظاہر است کہ بنیاد بالاسری گفتن بر بیچ نظریہ عقیدہ نبود لہذا فی الحقیقت رئیس مذہب شیخیہ پیروان و اتباع خود را ایں طور تعلیم کردہ بود کہ اگر کسے از شیعیان شمارا شیخی بگوید و عقائد و نظرات شمارا باطل بگوید شمارا در مقابل نامے دیگر بگوید۔

سلسلہ روسائے مذہب شیخیہ

اگرچہ شیخیہ رکنیہ کرمان از شیخ احمد احسائی دعوائے جانشینی دارند لیکن شیخیہ احتقانیہ کو بیت نبی خواہند کہ کسے کاظم رشتی را خلیفہ شیخ کوید چنانچہ رئیس مذہب شیخیہ احتقانیہ کویت در رد قول آقاہز رگ طہرانی می گوید کہ:

فلم جعلت السيد کاظم خلیفۃ الشیخ دون غیرہ۔ ہل رایت من الشیخ الا واحد نصامن ذالک ولم نرہ نحن ولا سائر الناس او ان السيد نفسه قد ادعی انہ خلیفۃ ولم نسمعه نحن ذالک“

رسالہ الناصحۃ الزاجرہ ص ۲۹۲

من می گویم کہ سید کاظم رشتی خلیفہ شیخ احمد احسائی بودہ چہ معنی دارد و اگر بایں وجہ اورا خلیفہ گفتہ کہ اولئذ شیخ احمد احسائی بودہ پس اورا تلامذہ کثیرہ بودہ۔ پس تو اے آقاہز رگ طہرانی چہ اسید کاظم رشتی را خلیفہ شیخ احمد احسائی قرار دادہ و دیگران را قرار ندادہ آیا تو دریں بارہ از شیخ احمد احسائی بیچ حصے دیدہ ای و ماندیدہ ایم و نہ ہمہ مردم دیدہ اند یا خود کاظم رشتی دعوائے خلیفہ بودن شیخ کردہ است و ما اورا شنیدہ ایم۔

پس اگرچہ شیخیہ احتقانیہ کویت بعد از شیخ احمد احسائی از الفاظ خلیفہ و نائب اظہار ناراضی می کنند لیکن در ریاست مذہب شیخیہ بعد از شیخ احمد احسائی کاظم رشتی را وصی و اعلم و افتخو

اقدام واقرب می دانند و بعد از رسید کاظم رشتی وصی و علم و افتخار قدم مرزا حسن کوهر قراچه داغی را
می دانند و بعد از حسن کوهر از شاگردانش مرزا باقر اسکوئی را وصی و علم و افتخار و اقرب و اقدام می
دانند و بعد از باقر اسکوئی موسی اسکوئی مولف احقاق الحق را و بعد از موسی اسکوئی علی اسکوئی را و
بعد از علی اسکوئی مرزا حسن الاسکوئی را وصی و علم و افتخار و اقرب و اقدام می دانند و در مقابل شیخیه
رکنیه کرمان دعوی می کنند که ایشان وصی و نائب شیخ احمد احسائی هستند - نه که شیخیه رکنیه کرمان -
(احقاق الحق موسی اسکوئی)

پس روسائے شیخیه در هر دو شاخ هائے مذہب شیخیه باین طور می باشند -

شیخ احمد احسائی

کاظم رشتی

روسائے شیخیه رکنیه کرمان	روسائے شیخیه احقاقیه کویت
محمد کریم خان کرمانی	مرزا حسن کوهر قراچه داغی
محمد خان کرمانی	مرزا باقر اسکوئی
زین العابدین کرمانی	مرزا موسی اسکوئی
ابوالقاسم خان کرمانی	مرزا علی اسکوئی
عبدالرضا امیر احمی کرمانی	مرزا حسن الاسکوئی

منظره از کردار شیخیه احقاقیه کویت

شیخیه احقاقیه کویت در مقابل شیخیه رکنیه کرمان می گویند که آنها پیروان شیخیه هستند آنها

شیخی ہیستند بلکہ پیروان حقیقی شیخ احمد احسانی و سید الامجد الرشتی ماہم و ماہم کہ مذہب شیخیہ داریم۔
 - لاکن چوں کہ از علمائے شیعہ آنہا را شیخی بگوید نا خوش می شوند و می گویند ما شیخی مستقیم ما شیعہ
 امامی اصولی مستقیم چنانچہ مرزا علی الاسکوئی الاحقاقی در کتاب خود الاثقا و علی ترجمہ العالمی بر صفحہ
 ۹۸ از کتاب اعیان الشیعہ تالیف محسن الامین العالمی برائے اثقا و از صفحہ ۳۹۱ عبارتے نقل
 کردہ می گوید:

قال فی صفحہ ۳۹۱ لابد لنا قبل الخوض فی احوالہ ای فی احوال الشیخ احمد قدس سرہ من
 الاشارة الی طریقتہ الکشفیہ المعروفین البینا بالشیخیہ لانہ من ارکان ہذہ الطریقتہ بل ہو مؤسسہا
 والیہ یشرب متبعوہا فیسمون الشیخیہ ای اتباع الشیخ احمد المذکور کما انہ یسمون بالکشفیہ نسبة الی
 الکشف والالہام الذی یدعیہ ہو ویدعیہ لہ اتباع وھی طریقتہ ظہرت فی ملک الاعصار۔

الاثقا و علی ترجمہ العالمی ص ۹۸

یعنی فاضل العلمہ محسن الامین العالمی در اعیان الشیعہ بر صفحہ ۳۹۱ گفتہ است کہ
 قبل ازیں کہ در احوال شیخ احمد احسانی غور کنیم لازم داریم و ضروری می شماریم کہ بہ مذہب کشفیہ
 کہ ایشان بہ مذہب شیخیہ نیز معروف اند اشارہ کنیم چرا کہ او از ارکان این مذہب است۔ بلکہ
 او بانی این مذہب است۔ و پیروان او با و منسوب اند پس ایشان شیخیہ نام دارند یعنی پیروان شیخ
 احمد احسانی مذکور۔ ہمیں طور ایشان را کشفیہ نیز گفتہ می شود بہ نسبت آن کشف والہام کہ او خود
 مدعی آل بودہ است و اتباع و پیروان او نیز مدعی آل ہیستند و این مذہب جدیدے است کہ
 دریں زمان ظہور پذیر شدہ است۔

maablib.org

رئیس مذہب شیخیہ اعتقادیہ کو بیت مرزا علی الاسکوئی الاحقاقی بریں کلمات فاضل:

العالی انتقاد کردہ می گوید:

فہمیندہاں بناسب ان پذیرنی ترجمہ اشخائے من ارکان طریقتہ الشیخیہ بل موسسہا
کما جری من فاضل العالی۔ و عنوان الشیخیہ انما اُطبق علی اتباع الشیخ لدفعہم عنہ والذہاب
من العقائد الفاسدہ و انہم بمطالبہ مبتکرہ و تو حید الخاص و لیس لہم جرم الاتفرغ بہم و تقدیرہم
بشیخہم عن مقالۃ المفترین او مشہیین او المتاہلین فی اقوالہم و اجراء ہر اعتقادہم و تفسیرہم
لکلماتہم الجملہ بیانات مفصلہ و اثباتہم ان الشیخ احد العلماء الحقہ ہذا جرم اتباع الشیخ والا
فہم امامیون اصولیون تلمذہم علی ید علماء زمانہم من اهل العراق و ایران و غیرہا و عوامہم
مقلدون علماء مجتہدین احیاء۔ الانتقاد علی ترجمہ العالی ص ۱۰۴-۱۰۵

یعنی اتباع و پیروان شیخ احمد احسائی را ازیں جہت شیخیہ گفتہ می شود کہ ایشان اس
عقائد فاسدہ را کہ بہ او منسوب شدہ اند دفاع می کنند و از مطالب مبتکرہ و تو حید خاص کہ شیخ
احمد احسائی بیان فرمودہ است انس دارند و جرم ایشان فقط ہمیں است کہ ایشان از اقوال
مفترین و مشہیین و متاہلین تنزیہ و تقدیر لیس شیخ می کنند و کلمات مجملہ شیخ را بیانات مفصلہ تفسیر
می کنند و ثابت می کنند کہ شیخ احمد احسائی یکے از علمائے حقہ است این است جرم اتباع و
پیروان شیخ و رنہ ایشان امامی ہستند اصولی ہستند۔ و نزد علمائے زمان خود در عراق و ایران
زنوائے تلمذ طے کردہ اند و عوام ایشان مقلدین مجتہدین احیاء می باشند۔

اکنون باید دید کہ ایشان چگونہ دفاع می کنند و عقائدے را کہ ایشان اثبات می کنند
آیا آن عقاید شیخیہ بر مطابق عقائد شیعیہ حقہ اصولیہ امامیہ اند۔

الشیخیه الاحقاقیه هم المفوضه المشرکون

در باره شیخیه رکنیه حاجت بیان نیست زیرا که آنها خود را رکنیه می گویند و قائل رکن رابع هستند - البته شیخیه احقاقیه کویت مدعی هستند که ایشان شیعه حقه اصولیه امامیه هستند -

اکنون بپرسید که آیا ایشان آنچیزی گویند درست است یا نه؟

موسی اسکوفی رئیس مذهب شیخیه احقاقیه کویت در احقاق الحق می نویسد که:

لیست شعری مابال اقوام اذا قيل لهم: ان ميكائيل يقسم الارزاق وعزرائيل يميت و جبرئيل تخلق واسرافيل يحيى باذن الله ولا يستوحشون - ويقبلون بقبول حسن - معه انهم عبيد و خدام لهم (ع) واذا قيل على امير المؤمنين ولي الله تخلق ويرزق ويحيى ويميت باذن الله يصعدون الى السماء رتبه ومنزلون الى الارض اخرى، كانه خولف بعقلهم فمادعاك الى هذا الحاله لبها المؤمن الموالى اذ سمعت في حق مواليك ماتعهده في حق موالهم وموالهم، انكرت كل الانكار وتكلمت بكلام الاغيار؟ فان كان باطلا فانت عال في حق موالهم وعبيد هم - ومقتصر في حق ساداتك ومواليك وان كان حقا فلم لا تساوى في الاقل ساداتك معه عبيد هم وهذا من العجب العجيب ليسمع منك لبها الموالى في تفسيرك في حق اولياء الله ومعرفته مقاماتهم ومراعاتهم يوم الحساب اعتذارك بانك قلدت فيه فلا تأذنا -

احقاق الحق ص 396 سطر 13 تا 23

نمی دانم حال این قوم چه طور است چون بایشان گفته شود که میکائیل رزق تقسیم می کند و عزرائیل می میراند و جبرئیل خلق می کند - اسرافیل زنده می کند باذن الله - ایشان، بیچ و حشمت نمی کنند و آن را بخوشی قبول می کنند حال آنکه ایشان غلامان و خادمان ایشان اند (ع)

وچوں بایشاں گفتہ شود کہ علی امیر المؤمنین ولی اللہ باذن اللہ خلق می کنند و رزق می دهند و زندہ می کنند و موت می دهند۔ گاہے آسمان صعود می کنند و گاہے بر زمین نازل می شوند۔ کوپا کہ در عقل ایشاں فتور می شود اے مومن موالی ترا چہ چیز بایں حالت آمادہ کردہ، چوں تو در حق مولائے خود ہماں چیز را می شنود کہ در حق غلامان و خادمان ایشاں شنیدہ است بکلی انکاری می کنی و مثل اغیار کلام می کنی۔ اگر آں باطل بود پس تو در حق غلامان و خادمان ایشاں غلو کردہ و در حق سادات و مولائے خود تقصیر را کردہ و اگر آں حق است پس چہ ادریں امر قلیل سادات خود را بایشاں مساوی نداری حالانکہ ایشاں غلامان ایشاں اند و ایں امر عجیب تر است۔ آیا روز حساب در حق اولیاء اللہ و معرفت مقامات ایشاں و مراتب ایشاں ایں عذر تو شنیدہ خواہد شد کہ تو دریں امر فلاں و فلاں را تقلید کردہ است۔

قارئین محترم بہ بنید۔ خداوند تعالیٰ کا رے کہ بہ میکائیل سپردہ بہ جبرئیل نہ سپردہ کا رے کہ بہ جبرئیل سپردہ بہ میکائیل نہ سپردہ ہمیں طور کا رے کہ بہ عزرائیل سپردہ بہ اسرافیل نہ سپردہ ہمیں طور خداوند تعالیٰ بہ چہارہ معصومین علیہم السلام کا رہدایت سپردہ ایشاں ہادی خلق اند و کارہدایت می کنند لیکن خدا ایشاں را آں کارہا کہ بایں ملائکہ سپردہ است سپردہ نہ کردہ است۔ ایں شیخہ احتیاقیہ کو بیت اند کہ قائل تفویض اند و حسب فرمان امام شرکاء اند۔ و خود شیخ احمد احسائی در شرح زیارت موسیٰ اسکونی در احقاق الحق احادیث کہ در بارہ خلق و رزق و احیاء و اماتت بیان کردہ ایشاں را در مطلقاً نفی تفویض قرار دادہ حدیث نمبر ۴۴ چنیں است۔

وما فی البحار وعبیون اخبار الرضا، روی عن یاسر الخادم قال قلت للرضا (ع) ما تقول فی التفویض؟ فقال ان الله تبارک وتعالی فوض الی نبیه صلی الله علیه وآله امر دینه فقال ما انا کم الرسول فخذوه وما نهاکم عنه فانتهوا۔ فاما الخلق والرزق فلا۔

یعنی بحار وعبیون اخبار الرضا از یاسر خادم روایت است۔ اومی گوید کہ من از امام رضا (ع) سوال کردم کہ شما دربارہ تفویض چه می گوئید۔ ایشان فرمودند کہ الله تبارک و تعالی بہ نبی خود صلی الله علیه وآله امور دین را تفویض کرده است و فرمودہ است کہ آنچه پیغمبر ما بہ شما حکم کند بگیرید در آنچه نمی کند بازمانید لیکن کار خلق کردن و رزق دادن بہما تفویض نہ کردہ است۔ براین حدیث خواہ ہزار بار غور کنید ازین حدیث ثابت است کہ امام علیہ السلام بطور واضح فرمودہ اند کہ خدا بہ آنمہ علیہم السلام کار تبلیغ دین سپردہ کردہ است و کار خلق و رزق سپردہ نکرده است پس ثابت شد کہ شیئہ احتقایہ کویت قائل تفویض اند کہ آنمہ ہمیں تفویض را شرک قرار دادہ اند۔